تحریک آزادی نمبر

پاسبان مسلک اہلسنت والجماعت

آنکھیں اب رشک طور رہتی ہیں یعنی محو حضور رہتی ہیں
نور سنت ہے جن کی قسمت میں بدعتیں ان سے دور رہتی ہیں

مجلہ دوماہی نور سنت کراچی

جلد 1 | کتابی سلسلہ | شمارہ 6



- تحریک مجاہدین سے تحریک پاکستان تک
- قائداعظم اور مولانا اشرف علی تھانوی
- تحریک پاکستان میں علمائے اہلسنت کا کردار
- علماء اہل السنۃ والجماعۃ اقبال کی نظر میں
- امریکی گستاخ پادریوں کی سزا

مدیر
علامہ محمد معاویہ قادری

انجمن دعوت اہل السنۃ والجماعۃ

مبارک باد

مجلّہ نور سنت کو سال مکمل ہونے پر ادارہ کی جانب

سے تمام قارئین کو

مبارک باد

اور دعاؤں کی درخواست ہے

اللہ تعالیٰ اس محنت کو قائم و دائم رکھے

من جانب: ادارہ نور سنت

مولوی اشرف سیالوی بریلوی کی طرف سے لکھی جانے والی کتاب گلشن توحید ورسالت کا جواب شیر اہلسنت مولانا ابوایوب قادری کے شاہکار قلم سے نیز نور سنت کے سال بھر کے شماروں کا مجموعہ

سالنامہ نور سنت

عنقریب چھپ کر منظر عام پر آنے والے ہیں

دو ماہی

مجلّہ نورِ سنت کراچی

پاسبان مسلکِ اہلسنت والجماعت

شمارہ نمبر 6

بیاد

فاتح بریلویت

مولانا حضرت محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

بدعا

امام اہل سنت

مولانا حضرت سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ

بطرز

قاری عبد الرشید رحمۃ اللہ علیہ

قیمت فی شمارہ: 25/-

سالانہ زرتعاون 180/-

نورِ سنت انٹرنیٹ پر پڑھیے:

www.nooresunnat.tk

اہل السنۃ کا نمائندہ چینل یوٹیوب پر دیکھیے:

Youtube/rahesunnat

نوٹ: سالانہ ممبر شپ لینے والے جن حضرات کی مدت ختم ہو چکی ہے وہ جلد از جلد رابطہ فرمائیں، بصورت دیگر ادارہ رسالہ بھیجنے سے معذرت خواہ ہوگا۔

رسالہ مستقل لگانے کے لیے رابطہ کریں 0312-5860955

ناشر انجمن دعوۃ اہل السنۃ والجماعۃ

فہرست

قول قلندر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

امریکی گستاخ پادریو......

شرم کرو......ڈوب مرو......تمہارے ناپاک وجود سے دھرتی کا......ذرہ ذرہ اور چپہ چپہ......نفرت کر رہا ہے...... یہ آب و ہوا تمہارے پلید جسموں سے مس ہونے کو اپنے لیے عار محسوس کر رہی ہے...... یہ خوراک اور لباس تمہارے وجود کی گندگی اور غلاظت کے تعفن سے پناہ مانگ رہی ہے...... تمام مخلوق تمہارے وجود نا مسعود سے تنگ آچکی ہے اور کتے، گدھے اور خنزیر بھی تمہارے نجس العین جسم پر لعنت بھیج رہے ہیں۔

اے امریکہ......کے کتے، گدھے اور خنزیر......گستاخ پادریو!......تم نے بزدلی، بے غیرتی، بے حمیتی والا کام کیا ہے..........گالیاں دینا بزدل آدمی کا کام ہوتا ہے......سب وشتم کرنا بزدلی کی علامت ہوتی ہے......اے امریکہ کے پادریو......ذلت کا انتظار کرو...... رسوائی اور خواری تمہارا مقدر ہو چکی ہے......تم کتے اور خنزیر کی موت مرو گے......تمہارے جسموں کو کتے نوچیں گے......تمہاری صورتیں بگاڑ دی جائیں گی......تم نے اس شخصیت کی عزت اور ناموس پر انگلی اٹھائی ہے جس کے ایک اشارے نے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے تھے۔امریکہ......تیرے 52 ٹکڑے ہوں گے......ان شاء اللہ

اوباما......اور اس کے حواریو (اگر توبہ نہ کی اور اسلام قبول نہ کیا تو) اپنے انجام کے لیے تیار ہو جاؤ، ہمارے آقا ﷺ کی عزت اور ناموس پر حملہ کرنے کا بدلہ تم سے میرا رب لے گا۔ زمین آسمان...... چاند سورج ...... حجر و شجر......انس و جن ...... چرند و پرند...... اور درند غرض تمام مخلوق تیری بربادی اور تباہی کیلئے رب کے حضور سجدہ ریز ہو چکی ہے اور اب یہ سر تب اٹھے گا جب گستاخ رسول ﷺ کا جنازہ اٹھے گا۔

اور اے ہمارے آقا ﷺ ......ہم شرمندہ ہیں......شرمسار ہیں......کمزور ہیں ......بے بس ہیں......ہمیں معاف رکھنا، ہم سے ناراض مت ہونا، دلوں میں گستاخوں کے بارے میں نفرت کی آگ رکھتے ہیں لیکن لاچار ہیں......بہت دور ہیں......

لیکن ہم عہد کرتے ہیں آپ سے کہ......اگر اللہ رب العزت نے اتنی قوت اور طاقت دی تو ہم تیرے بے ادبوں سے ضرور پوچھیں گے......گدی سے ان کی زبان نکال دیں گے۔

اور اے اللہ...... ہماری اس کوتاہی کو معاف کردے کہ ہم نے کچھ نہیں کیا اور کچھ نہیں کر سکتے...... ہماری اس خطاء عظیم سے درگذر فرما......ہم سے ایمان کی دولت مت چھیننا...... ہمارے دلوں کو سیاہ مت کرنا......ہم ان ناپاک اور پلید گستاخ پادریوں کی بے ادبی سے بری ہیں اور تڑپ رہے ہیں...... بے چین ہیں...... بے سکون ہیں...... بے قرار ہیں......ہمیں معاف فرما......ہمیں معاف فرما......ہمیں معاف فرما......آمین

نسیم از جانب بطحا گذر کن
از احوالم محمد ﷺ را خبر کن

اعلان

قارئین نور سنت مبارک باد کے مستحق ہیں کہ:

الحمد للہ انجمن دعوت اہل السنۃ والجماعۃ کراچی کی مجلس شوریٰ کا اہم اجلاس مورخہ ۲۰ ستمبر بروز جمعرات جامع الحبیب (سنی مرکز) لیاقت آباد کراچی میں منعقد ہوا جس میں کراچی بھر کے علماء، مفتیان اور مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والوں نے شرکت کی۔

اس اجلاس میں مندرجہ ذیل تجاویز پیش کی گئیں:

۱۔ امریکہ کی طرف سے توہین رسالت اور گستاخانہ فلم کی بھرپور مذمت کی گئی اور جمعہ ۲۱ ستمبر کو ملک کے مختلف شہروں میں مظاہروں اور پرامن ریلیز کا اہتمام کیا جائے گا۔

۲۔ انجمن ہر ضلع اور شہر میں اپنے مبلغ مقرر کر کے مشن آگے بڑھائے گی۔

۳۔ ادارہ نور سنت کی طرف سے رکنیت سازی مہم چلائی جائے گی۔

۴۔ دیگر علماء کرام اور اسکالرز سے ملاقات کر کے ان کی سرپرستی حاصل کی جائیگی۔

۵۔ فرق باطلہ کے خلاف نایاب اور کم یاب رسائل کی نشر و اشاعت کی جائیگی۔

۶۔ عیدالاضحیٰ کے چوتھے دن سے شروع ہونے والے ''تقابل ادیان'' کورس میں شمولیت کی مہم چلائی جائے گی۔

تحریک مجاہدین سے تحریک پاکستان تک

سیّد نفیس شاہ صاحب

برصغیر پاک و ہند میں برطانوی اقتدار قائم ہو جانے کے بعد سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی قدس سرہٗ (م ۱۲۳۹ھ) نے فتویٰ دیا کہ برِّصغیر اب دارالاسلام نہیں رہا بلکہ دارالحرب میں تبدیل ہو چکا ہے۔ چنانچہ فرنگی اقتدار کو ہندوستان سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے در پردہ جدوجہد شروع ہوگئی۔ اس سلسلے میں حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے خلیفہ اعظم حضرت سید احمد بریلوی قدس سرہٗ نے مردانہ وار قدم اُٹھایا۔ شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ برملا ان کے رفقاء کار تھے۔ انہوں نے کلمۃ الحق بلند کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت جہاد کو زندہ کرنے کا عزم بالجزم کرلیا۔ ان کے دستِ مبارک پر ہزاروں علماء اور لاکھوں عوام نے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ سیّد صاحب نے اپنی مجاہد و صالح جماعت کو صحیح اسلامی خطوط پر استوار کیا اور اسے فنونِ حربیہ کی تربیت دے کر فریضہ جہاد کی ادائیگی کے لئے تیار کیا۔ سیّد صاحب کا نصب العین صرف اور صرف اعلاء کلمۃ الحق اور نصرۃ دین محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تھا۔ انہوں نے اپنی تمام تر زندگی جہاد فی سبیل اللہ میں صرف کردی۔ اس مقصد کی خاطر انہوں نے بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں سختیاں برداشت کیں۔ اسی دُھن میں انہوں نے اپنا گھر بار چھوڑا۔ عزیز و اقارب سے دوری اختیار کی۔ وطنِ مالوف ہندوستان سے ہجرت فرمائی اور سندھ کے ریگزاروں، چٹیل میدانوں سے گزر کر صوبہ سرحد کی سنگلاخ سرزمین کو اپنا مرکز جہاد بنایا۔ ان کا مقصد اصلی برصغیر پاک و ہند سے فرنگی اقتدار اور پنجاب و سرحد سے سکھ شاہی کو ختم کر کے اسلامی سلطنت کا قیام تھا۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں۔

"مقصود اصلی ما جہاد بر ہندوستان است"

حضرت سید صاحب کے ان مکاتیب سے جو انہوں نے ہندوستان وخراسان کے علماء واُمراء کے نام لکھے تھے۔ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ حضرت سید صاحب اوران کی جماعت برصغیر میں انگریزی تسلط واستعمار کوختم کرنے اوراسلامی غلبہ و اقتدار کوواپس لانے کے لیے میدان جہاد میں اُتری تھی۔ان کا وسیع تر مقصد یہ تھا کہ تمام اسلامی قوتوں کوایک مرکز پرلاکر کُفر وطغیان کوصفحۂ ہستی سے مٹادیا جائے۔انہوں نے اپنی بساط سے بڑھ کر جدوجہد کی۔ جماعتِ مجاہدین نے سکّھوں کے مقابلے میں کئی جنگیں لڑیں اور ہر مرتبہ انہیں شکستِ فاش دی لیکن آخر میں ۲۶ ذوالقعدہ ۱۲۴۶ھ کو بالاکوٹ کے مقام پر اپنے سے کئی گُنا بڑے دُشمن کے مقابلے میں دادِ شجاعت دیتے ہوئے میدانِ جنگ میں جامِ شہادت نوش کیا۔رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً۔

بحمداللہ حضرت سیّد صاحب کی شہادت کے بعدبھی ان کا مشن جاری وساری رہا۔ چندسال بعدایک مرحلے پرتحریکِ جہاد کے کارفرماؤں کوضرورت محسوس ہوئی کہ دوبارہ ایک بڑی جماعت تیار کرکے آزادعلاقے میں بھیج دی جائے جس سے سیّد صاحب کے شروع کئے ہوئے کام میں جوش وخروش کی نئی رُوح پیدا ہوجائے۔اس فرض کی بجاآوری کا شرف روزِ اوّل سے مولانا سیّد نصیرالدین دہلوی کے لئے مقدّر ہوچکا تھا۔انہوں نے سیّد صاحب کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ملک کے مختلف حِصّوں کا دورہ کیا۔ دعوت جہاد سے ایک جماعت تیارکی اورسید صاحب کی طرح وطنِ مالوف سے ہجرت کرکے کاروبار جہاد کی تجدید کاانتظام فرمایا۔''(سرگزشتِ مجاہدین ص۱۲۹)

حضرت مولانا سیّد نصیرالدین دہلوی جامع کمالات بزرگ تھے۔انہیں مجد وشرف کی کئی نسبتیں حاصل تھیں۔ وہ حضرت سیّد ناصرالدین سُونی پتی کی اولاد سے تھے۔حضرت شاہ رفیع الدین محدّث کے نواسے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے شاگردِ عزیز، حضرت شاہ محمد اسحٰق کے بھانجے اور داماد۔حضرت شاہ محمد آفاق مجددی کے مرید وخلیفہ اور حضرت سیّداحمدشہید کی تحریک جہاد کے رُکن رکین تھے۔حضرت مولانا سیّد نصیرالدین ۳ ذی

الحجہ ۱۲۵۰ھ کو گھر بار، اہل و عیال اور اعزہ و احباب سے مفارقت اختیار کر کے عرب سرائے میں جا ٹھہرے جو دہلی سے تقریباً چار میل پر ہے۔ مجاہدین کی مختصر جماعت ساتھ تھی۔ جے پور، ٹونک، اجمیر، جودھپور جیسلمیر ہوتے ہوئے سندھ پہنچے۔ یہاں پہنچ کر انہوں نے سلسلۂ جہاد شروع کیا۔ پنجاب اور سندھ کی سرحد پر سکھ قابض تھے۔ پہلا معرکہ روجھان کے مقام پر ہوا۔ اس کے بعد کند کے مقام پر جنگ ہوئی جس میں مجاہدین فتحیاب ہوئے۔

حضرت مولانا سیّد نصیر الدینؒ نے سندھ میں والیانِ خیر پور کے علاقے میں قیام فرمانے سے گریز کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے انگریزوں سے صلح کر رکھی تھی۔ حضرت مولانا چونکہ حضرت سیّد احمد شہید کے قدم بقدم تھے اس لیے انگریزوں کے بارے میں اُن کے نظریات و عزائم بھی وہی تھے جو حضرت سیّد صاحب شہید کے تھے۔ حضرت مولانا اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں۔

"چونکہ میرانِ خیر پُور زیر دستانِ فرنگیان و آشتی وارانِ سکھاں اند، قرارِ خود در محروسۂ ایشان مقرونِ صلاح نمی بینم۔"

لہٰذا حضرت مولانا سیّد نصیر الدین روجھان سے کشمور، شکار پُور، مہرو ہوتے ہوئے بلوچستان پہنچ گئے۔ قلات کے وزیر اعظم سے آپ کی خط و کتابت شروع ہو چکی تھی۔ آپ بلوچستان میں سبّی، ڈھاڈر اور تھل چتیالی وغیرہ میں رہے۔

(سرگزشتِ مجاہدین ص ۱۹۰)

اچانک گرد و پیش سیاسی حالات میں ایسا تغیر پیدا ہوا کہ انگریزوں نے افغانستان پر حملے کا ارادہ کر لیا۔ امیر دوست محمد خان والی کابل مقابلے کے لئے نکلا۔ حضرت مولانا نصیر الدین بھی امیر صوف کے دوش بدوش میدانِ جہاد میں اترے۔ کئی ایک جگہ خونریز معرکے ہوئے انگریزوں کی ایک بڑی فوج نے درّہ بولان کے راستے پیش قدمی کی۔ غزنی کے مقام پر گھمسان کی جنگ ہوئی۔ حضرت مولانا اور ان کے مجاہدین بڑی جانفشانی سے لڑے۔ ایک سازش کے تحت انگریزی فوج قلعہ میں داخل ہونے میں کامیاب ہوگئی۔

حضرت مولانا کے اکثر ساتھیوں نے دست بدست لڑائی میں شہادت پائی۔ یہ ۲۱ جولائی ۱۸۳۹ء کا واقعہ ہے۔ (سرگزشت مجاہدین ص ۱۹۳)

اس کے بعد حضرت مولانا نے ستھانہ کا رخ کیا جہاں جماعت مجاہدین نے مرکز قائم کر رکھا تھا وہاں پہنچتے ہی مقامی جماعت نے آپ کے دستِ حق پرست پر بیعتِ امامت کر لی۔

افسوس حضرت مولانا سیّد نصیر الدین نے جلد ہی ۱۸ شعبان ۱۲۵۶ھ کو رحلت فرمائی اور ستھانہ میں دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمہ واسعۃ۔ حضرت مولانا سیّد نصیر الدین دہلوی کے بعد سید عبدالرحیم سورتی پھر مولانا ولایت علی صادقپوری پھر مولانا عنایت علی غازی اور پھر مولانا عبد اللہ نے جماعت مجاہدین کی امارت کے فرائض انجام دیئے۔ یہ سب حضرت سیّد احمد شہید کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔

انگریزوں نے جب پنجاب فتح کیا تو مجاہدین کا رُخ ان کی طرف پھر گیا۔ ہنسٹر لکھتا ہے:

> ''مجاہدین کی ضرب سِکھوں کے دیہاتوں پر شدید تھی لیکن وہ انگریز کافروں پر ضرب لگانے کے ہر موقع کا بڑی خوشی سے خیر مقدم کرتے تھے۔ انہوں نے کابل کی جنگ میں ہمارے دشمنوں کی مدد کے لیے ایک بڑی قوت بھیجی اور ان میں سے ایک ہزار ہمارے مقابلے میں موت تک جمے رہے۔ صرف غزنی کے سقوط میں اُن کے تین سو آدمیوں نے انگریزی سنگینوں کی خوشی حاصل کی۔ پنجاب کے الحاق کے بعد جو غصہ پہلے سِکھوں پر اُترتا تھا اب اُن کے جانشین انگریزوں پر اترنے لگا۔''

(کاروانِ ایمان وعزیمت ص ٦٦)

مجاہدین اور انگریزی سرکار کی لڑائیوں میں درۂ امبیلا کی لڑائی کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ معرکۂ امبیلا ۱۸۶۳ء میں ہوا۔ مجاہدین نے اپنی قلیل تعداد اور قلیل سامان کے باوجود انگریزوں کی جدید اسلحہ سے لیس بڑی فوج کے دانت کھٹے کر دیئے اور انہیں اپنے مقصد میں پورے طور پر کامیاب نہ ہونے دیا۔

حضرت سید احمد شہید کی تحریک جہاد کے اثرات ۱۸۵۷ء کی جدوجہد آزادی میں بھی جاری وساری تھے۔ تحریک جہاد کی دبی چنگاریوں نے انگریز کے خرمنِ اقتدار کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ۱۸۵۷ء کے ہیرو جنرل بخت خاں، مولانا سرفراز علی، تیتو میر، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، حضرت حافظ ضامن شہید، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، رحمہم اللہ تعالیٰ بالواسطہ اور بلاواسطہ حضرت سید احمد شہیدؒ ہی سے تعلق وعقیدت رکھتے تھے۔

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے بعد آزادی کی تاریخ میں ''تحریک ریشمی رومال'' کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس تحریک کے روح رواں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی، حضرت شاہ عبدالرحیم رائپوری اور حضرت مولانا عبید اللہ سندھی تھے۔ یہ سب حضرات بھی حضرت سید احمد شہید کے سلسلے سے وابستہ ہیں۔

انگریزوں نے جب حضرت شیخ الہند کو جُرمِ آزادی کی پاداش میں جزیرہ مالٹا میں قید کردیا تو برصغیر میں اس کا ردعمل وسیع پیمانے پر ہوا۔ آپ کی رہائی کے لئے کوششیں شروع ہوئیں۔ دہلی میں ایک ہندوستاں گیر ''انجمن اعانتِ نظر بندان اسلام'' تشکیل دی گئی۔ جس کے صدر راجہ سردار محمد علی آف محمود آباد اور جنرل سیکرٹریان ڈاکٹر مختار احمد انصاری، ڈاکٹر عبدالرحمان، حکیم اجمل خان اور حکیم عبدالرحمٰن تھے۔

اس انجمن کی شاخیں ہندوستان کے تمام بڑے شہروں میں قائم کی گئیں۔ اس انجمن کی ممبئی شاخ کے صدر بانئ پاکستان محمد علی جناح تھے۔ تحریک ریشمی رومال کے بعد تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات میں بھی حضرت شیخ الہند ہی کی روح کارفرما تھی۔

جمعیۃ علماء ہند، مسلم لیگ اور مجلس احرارِ اسلام میں بھی پیش پیش وہی لوگ تھے جو حضرت سید احمد شہید سے اپنا رشتہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ تحریک پاکستان میں جماعتِ مجاہدین ہی کے نام لیوا حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی، شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی، مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی اور حضرت مولانا ظفر احمد تھانوی رحمہم اللہ تھے

جن کی جدو جہد تاریخ پاکستان کا ایک زریں باب ہے۔قائداعظم نے مغربی پاکستان میں شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی سے اور مشرقی پاکستان میں مولانا ظفر احمد عثمانی سے پرچم کشائی کرا کر اس تاریخی دستاویز پر مُہر تصدیق ثبت کردی ہے جو کسی کے مٹائے نہ مٹ سکے گی۔قصہ مختصر یہ کہ تحریک مجاہدین سے لے کر تحریک پاکستان تک حضرت سید احمد شہید کی روح جہاد کارفرما نظر آتی ہے۔

قائد اعظمؒ اور مولانا اشرف علی تھانویؒ

ڈاکٹر صفدر محمود

(صبح بخیر)

برادر عزیز، ہارون الرشید نے اپنے ۱۴ فروری والے کالم میں لکھا ہے کہ "روایت ہے مولانا اشرف علی تھانوی کا بھیجا ہوا علماء کا ایک وفد قائد اعظمؒ کی خدمت میں پہنچا اور ملاقات میں دو نکات پر زور دیا۔ اول سیاست اور مذہب اور دوم جھجکتے ہوئے کہا کہ اگرچہ ذاتی بات ہے مگر انہیں نماز پڑھنی چاہئے"۔ اسی کالم میں ہارون الرشید نے مجھ سے تفصیل لکھنے کی فرمائش کی ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ محض روایت نہیں بلکہ مستند واقعہ ہے اور تاریخ کا حصہ ہے۔ میں نے 2001ء میں محترم ارشاد احمد حقانی صاحب مرحوم سے قلمی بحث میں اس کا حوالہ دیا تھا اور پھر افتخار احمد چودھری کے ساتھ "یوم قائد اعظمؒ" کے حوالے سے جیو کے پروگرام "جوابدہ" میں بھی عرض کیا تھا کہ قائد اعظمؒ کی مذہبی تربیت مولانا اشرف علی تھانوی کی ہدایت پر ان کے ساتھیوں اور خواہرزادوں نے کی تھی جن کی قائد اعظمؒ سے طویل ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ ان ملاقاتوں کا نتیجہ تھا کہ انگلستان سے واپسی کے بعد قائد اعظمؒ کی تقریروں پر واضح مذہبی رنگ نظر آتا ہے، ان کی تقریروں میں جابجا اسلام کے حوالے ملتے ہیں، خدا کے سامنے جوابدہی کے خوف کا خوف طاری ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ قائد اعظمؒ کی تقاریر کو بغور پڑھنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ 1934ء کے بعد ان کے نظریات میں ایک واضح تبدیلی نظر آتی ہے، مذہب کی جانب جھکاؤ محسوس ہوتا ہے اور ان کے تصور قومیت اور سیاست میں بنیادی تبدیلی دکھائی دیتی ہے۔ ظاہر ہے کہ قائد اعظمؒ کوئی مذہبی شخصیت نہیں تھے اور نہ ہی علامہ اقبالؒ کی مانند ان کی مذہبی تربیت ہوئی تھی۔ وہ ایک کھرے اور سچے مسلمان تھے اور اسلام کی تعلیمات میں یقین رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنے طور پر اسلامی نظام، سیرت نبویؐ اور قرآن حکیم کا گہرا مطالعہ کیا تھا جس کے حوالے سے ان

کی تقاریر میں جابجا ملتے ہیں۔ وہ قرآن حکیم پر غور وفکر کرتے تھے اوراس کی گواہی نہ صرف منیراحمد منیر کی کتاب ''دی گریٹ لیڈر'' کے عینی شاہدین دیتے ہیں بلکہ جنرل محمد اکبر کی کتاب ''میری آخری منزل'' سے بھی ملتی ہے۔ گنتی کے مطابق قائداعظمؒ نے قیام پاکستان سے قبل 101 دفعہ اور قیام پاکستان کے بعد چودہ دفعہ اس عزم کا اعادہ کیا کہ پاکستان کے آئینی ڈھانچے اور نظام کی بنیاد اسلامی اصولوں پر رکھی جائے گی اورانہوں نے یہ بات تو کئی بار کہی کہ ''قرآن مجید'' ہمارا راہنما ہے''۔حتیٰ کہ سٹیٹ بینک کی افتتاحی تقریر میں بھی اسلامی اصولوں کی بنیاد پر اقتصادی نظام تشکیل دینے کی آرزو کا اظہار کیا۔ مجموعی طور پر قائداعظمؒ پاکستان کو اسلامی جمہوری اور فلاحی ریاست بنانا چاہتے تھے، مذہبی ریاست ہرگزنہیں کیونکہ اسلام میں تھیوکریسی کا کوئی تصور موجود نہیں۔ افسوس تو اس بات پر ہوتا ہے کہ ہمارے سیکولر دانشوروں نے قائداعظمؒ کی تقاریر کو پڑھا ہی نہیں اور نہ ہی ان کی روح کو سمجھا ہے۔ وہ فقط چند ایک تقاریر پڑھ کر اپنا مطلب نکال لیتے ہیں اور اس پہلو پر غور کرنے کی زحمت نہیں فرماتے کہ وقت گزرنے کے ساتھ کب اور کیسے قائداعظمؒ کے نظریات میں تبدیلی آتی گئی اورانہوں نے مسلمانوں کے حوالے سے ''اقلیت'' سے ''قومیت'' تک کا سفر کیسے طے کیا۔ اقبالؒ کا فکری ارتقاء بھی اسی حقیقت کی غمازی کرتا ہے۔ اسلام مخالف اور دین بیزار حضرات قائداعظمؒ کو سیکولر ثابت کرتے رہتے ہیں اوران کے علم کا حال یہ ہے کہ وہ اکثر دعوے کرتے پائے جاتے ہیں کہ قائداعظمؒ نے کبھی پاکستان کو اسلامی مملکت بنانے کا اعلان نہیں کیا۔ یہ سطحیت کی حد ہے کیونکہ قائداعظمؒ نے فروری 1948ء میں امریکی عوام کے نام براڈ کاسٹ میں پاکستان کو ''پریمیئر اسلامک اسٹیٹ'' قرار دیا تھا۔

(بحوالہ قائداعظمؒ کی تقاریر جلد چہارم صفحہ 1064 تدوین خورشید یوسفی)

البتہ سیکولر کا لفظ کبھی ان کی زبان سے نہیں نکلا۔ قائداعظمؒ کے نظریات کیا تھے اور وہ پاکستان کو کیسی ریاست بنانا چاہتے تھے، یہ میرا ذاتی مسئلہ نہیں لیکن دین بیزار حضرات اس حوالے سے جب قائداعظمؒ کو مولوی محمد علی جناح کہتے اور مجھ پر پھبتی کستے ہیں تو میں محظوظ

ہوتا ہوں اور دعا مانگتا ہوں کہ اللہ انہیں قائداعظمؒ کی تقاریر پڑھنے کی توفیق دے۔ رہا آج کا پاکستان تو وہ نہ اسلامی ہے نہ جمہوری ہے اور نہ ہی فلاحی ہے بلکہ آمریت اور جمہوریت کا ملغوبہ ہے، جہاں اقتدار اور سیاست پر دولت کی اجارہ داری ہے، نیم خواندہ، نظریاتی منافق اور ہوس زدہ طبقے چھائے ہوئے ہیں اور عوام کے نام پر عوام کے لئے بنائے گئے پاکستان میں عوام پس رہے ہیں۔

بات چلی تھی مولانا اشرف علی تھانوی اور قائداعظمؒ کی مذہبی تربیت کے حوالے سے اور قدرے دور نکل گئی۔ اس ضمن میں جس تفصیل کا مطالبہ کیا گیا ہے وہ منشی عبدالرحمٰن خان مرحوم کی کتاب ''تعمیر پاکستان اور علمائے ربانی میں'' تفصیل سے موجود ہے اور پڑھنے کے لائق ہے۔ منشی عبدالرحمٰن مرحوم نے بڑی محنت اور تحقیق سے مواد جمع کیا ہے اور قائداعظمؒ کے حوالے سے ان گوشوں پر روشنی ڈالی ہے جن کا ذکر نہ ہماری تحریک پاکستان پر لکھی گئی کتابوں میں ملتا ہے اور نہ ہی مغربی سکالرز قائداعظمؒ کے سوانح لکھتے ہوئے انہیں قابل توجہ سمجھتے ہیں کیونکہ یہ انہیں ''سوٹ'' (Suit) نہیں کرتا۔ آج کا نوجوان تو یہ بھی نہیں جانتا کہ مولانا اشرف علی تھانویؒ بہت بڑے سکالر، تفسیر قرآن اور سیرت نبویؐ کے عظیم مصنف اور بڑی روحانی شخصیت تھے۔ ایسی شخصیت کا مسلمانوں کے مستقبل کے بارے میں متفکر رہنا قابل فہم ہے۔ مولانا شبیر علی تھانوی کی ''روئیداد تبلیغ'' کا حوالہ دیتے ہوئے منشی عبدالرحمٰن مرحوم نے لکھا ہے ''حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی دوپہر کا کھانا نوش فرما کر قیلولہ کے لئے خانقاہ میں تشریف لائے اور مجھے آواز دی۔ حاضر ہوا تو حضرت متفکر تشریف فرما تھے۔ (یہ مئی 1938 کا واقعہ ہے) اس زمانہ تک قرارداد پاکستان منظور نہیں ہوئی تھی مگر کانگریس اور ہندوؤں کی ذہنیت بے نقاب ہو چکی تھی۔۔۔ حضرت نے دو تین منٹ کے بعد سر اٹھایا اور ارشاد فرمایا ''میاں شبیر علی ہوا کا رخ بتا رہا ہے کہ لیگ والے کامیاب ہو جاویں گے اور اور بھائی جو سلطنت ملے گی وہ ان ہی لوگوں کو ملے گی جن کو آج ہم فاسق فاجر کہتے ہیں، مولویوں کو تو ملنے سے رہی۔ لہٰذا ہم کو یہ کوشش کرنا چاہیئے کہ یہی لوگ دین دار بن

جاویں۔آج کل کے حالات میں اگر سلطنت مولویوں کو مل بھی جاوے تو شاید چلا نہ سکیں گے۔۔۔ہم کو تو صرف یہ مقصد ہے کہ جو سلطنت قائم ہو وہ دیندار اور دیانتدار لوگوں کے ہاتھ میں ہو اور بس۔۔۔''میں نے ارشاد سن کر عرض کیا کہ پھر تبلیغ نیچے کے طبقہ سے شروع ہو یا اوپر کے طبقہ یعنی خواص سے۔اس پر ارشاد فرمایا کہ اوپر کے طبقہ سے کیونکہ وقت کم ہے اور خواص کی تعداد بھی کم ہے۔اگر خواص دیندار بن گئے تو انشاءاللہ عوام کی بھی اصلاح ہو جائے گی۔اس پس منظر او ں جذبے کے تحت مولانا اشرف علی تھانوی نے ایک وفد ترتیب دیا، نواب محمد اسماعیل کے ذریعے قائداعظمؒ سے ملاقات کا انتظام کیا جس کا احوال اگلے کالم میں بیان کروں گا انشاءاللہ۔۔۔فی الحال اتنا ذہن میں رکھیں کہ نواب محمد اسماعیل مسلم لیگ کے سرکردہ لیڈر تھے اور دسمبر 1947 میں جب مسلم لیگ کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا اور ہندوستان کے لئے انڈیا مسلم لیگ بنائی گئی تو نواب اسماعیل اس کے پہلے صدر تھے۔

(دوسری قسط)

علامہ اقبال نے اپنے انگریزی خطبات (Reconstruction) میں لکھا ہے کہ زندگی دراصل اموات کے سلسلے کا نام ہے، انسانی شخصیت کا ایک حصہ ختم ہوتا ہے تو اس کی راکھ پر دوسری شخصیت جنم لیتی ہے۔انسان جو کل تھا وہ آج نہیں ہے، اس کی ماضی کی شخصیت مر چکی اور اس پر نئی شخصیت جنم لے چکی۔اسے اقبال سلسلہ وار اموات (Series of Deaths) کا نام دیتے ہیں۔قائداعظم سیاسی زندگی کے آغاز میں سرسید احمد خان اور علامہ اقبال کی مانند متحدہ قومیت کی بات کرتے تھے لیکن سرسیدؒ اور اقبال کی مانند غور وفکر اور تجربات کی گھاٹیوں سے گزرنے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ مسلمان اور ہندو دو الگ الگ قومیں کیوں ہیں کیونکہ ان کے راہیں الگ الگ ہیں۔چنانچہ اسی بنیاد پر انہوں نے الگ وطن کا مطالبہ کیا۔وہ خلوص نیت سے سمجھتے تھے کہ اسی علیحدگی میں مسلمانوں کی بقاء کا راز مضمر ہے۔کسی صحافی نے ایک بار قائداعظم سے پوچھا کہ آپ تو متحدہ قومیت میں یقین؟

رکھتے تھے اور اب آپ کیوں دونوں کو الگ قومیں قرار دیتے ہیں؟ جواب تھا کہ کبھی میں ہائی اسکول میں بھی پڑھتا تھا۔ مطلب یہ کہ علامہ اقبال کے الفاظ میں وہ شخصیت مر چکی اور ماضی تاریخ کا حصہ بن چکا، بعینہٖ کسی دور میں قائداعظم مذہب کو سیاست سے الگ سمجھتے تھے اور جب گاندھی نے مذہب کو سیاست میں ملوث کیا تو قائداعظم نے بغاوت کر دی اور کانگریس کے ناگپور جلسہ میں ناخوشگوار واقعہ ہوا۔ وہی قائداعظم جب تجربات، مشاہدات اور غور و فکر کی بھٹی میں پگھل کر کندن بنتے ہیں، اسلامی تعلیمات کو سمجھتے ہیں اور قرآن حکیم پر تدبر کرتے ہیں تو وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اس میں سیاست کو مذہب سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ سیدھی سی بات ہے کہ یا تو اسلام کو مکمل ضابطہ حیات نہ کہیے اور عیسائیت کی مانند چرچ کو طلاق دے کر سیاسی و عملی زندگی سے نکال دیجیے ورنہ اگر آپ اسلام کو مکمل ضابطہ حیات سمجھتے ہیں تو پھر سیاست کو کیونکر اس سے الگ کریں گے۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ ہمارے روشن خیال اور سیکولر دانشور اس حوالے سے دو اعتراض کرتے ہیں اول یہ کہ مذہب اور سیاست کو ملانے سے دہشت گردی، فرقہ واریت اور انتہا پسندی پیدا ہوئی ہے۔ یہ ان کا واہمہ ہے اور بے بنیاد ہے کیونکہ دہشت گردی، فرقہ واریت وغیرہ وغیرہ ہماری سیاست اور بین الاقوامی سیاست کے تحفے ہیں جبکہ ہمارا دین ان کی نفی کرتا ہے۔ تمام اسلامی سکالرز اس بات پر متفق ہیں کہ دہشت گردی اسلام سے خارج ہے دوسرا اعتراض اقلیتوں کے حوالے سے کیا جاتا ہے حالانکہ اسلام اقلیتوں کو پورے حقوق اور مکمل سرپرستی عطا کرتا ہے۔ اس کی بہترین عملی مثال میثاق مدینہ ہے جو نبی کریم ﷺ نے ''مدینہ ریاست'' تشکیل دینے سے پہلے طے کیا۔ جن پارٹیوں سے ''میثاق مدینہ'' طے کیا گیا ان میں بارہ غیر مسلم یا ایسے سردار شامل تھے جنہوں نے ابھی اسلام قبول نہیں کیا تھا اور بقول ڈاکٹر حمید اللہ میثاق مدینہ میں غیر مسلم شہریوں کو برابر کے حقوق دیئے گئے تھے۔ قائداعظم نے جب گیارہ اگست 1947ء کو دستور ساز اسمبلی میں تقریر کی تو ان کے پیش نظر میثاق مدینہ ہی تھا کیونکہ میں نے قائداعظم کی تقاریر کے بغور مطالعے سے یہ اخذ کیا ہے کہ انہوں

نے قرآن حکیم، اسلامی فقہ اور تاریخ کا گہرا مطالعہ کیا تھا اور اسلامی معاشرے کے اصولوں کی روح کو سمجھتے تھے۔ ہمارے روشن خیال سیکولر دانشوروں کا سانحہ یہ ہے کہ انہوں نے قائد اعظم کو پڑھا ہی نہیں اور نہ ہی وہ اسلامی اصولوں کی روح سے آگاہی رکھتے ہیں۔ اگر یہ حضرات اپنی مصروفیات سے وقت نکال کر صرف احمد سعید کی کتاب ''گفتار قائد اعظم'' پڑھ لیں تو ان پر میری گزارشات عیاں ہو جائیں گی۔ احمد سعید درویش طبیعت سکالر ہیں جنہوں نے قائد اعظم پر خاصا تحقیقی کام کیا ہے۔ گفتار قائد اعظم قومی کمیشن برائے تحقیق تاریخ نے چھاپی ہے اور اس میں زیادہ تر قائد اعظم کی روزنامہ انقلاب میں چھپنے والی تقاریر شامل ہیں جنہیں خلوص نیت سے پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ انگلستان سے واپسی کے کچھ ہی عرصہ بعد قائد اعظم ذہنی فکر، سیاسی سوچ اور خیالات کے حوالے سے وہ محمد علی جناح نہیں تھے جو انگلستان ہجرت سے قبل تھے۔ مجھے ایک بار پھر یہ کہنے دیجئے کہ یہ نہ میرا ذاتی مسئلہ ہے اور نہ ہی مجھے اس سے کوئی فرق پڑتا ہے۔ میں نے فقط قائد اعظم کو آزاد ذہن کے ساتھ خلوص نیت سے پڑھا ہے اور سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ میں اپنی اس تحقیق کے حق میں سینکڑوں ثبوت دے سکتا ہوں لیکن ظاہر ہے کہ کالم ان کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ان کی 1930ء کی دہائی کے اواخر کی تقاریر پڑھتے ہوئے بار بار قرآن حکیم، اسلامی تعلیمات، سیر نبویؐ اور اسلامی اصولوں کے حوالے ملتے ہیں جو انگلستان ہجرت سے قبل آٹے میں نمک کے برابر تھے۔ یہ تو ان کے دشمن بھی مانتے ہیں کہ محمد علی جناح ایک سچا اور کھرا انسان تھا، منافقت اور جھوٹ ان کے قریب سے بھی نہیں گزرے تھے۔ نہ ان کا کوئی ذاتی ایجنڈا تھا اور نہ ہی ذاتی مقصد اور اسی خلوص اور کردار کے پیش نظر علامہ اقبال نے محمد علی جناح کو ہندوستان کے مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے چنا تھا اور کہا تھا کہ:

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے،
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا۔

ماضی کا ذکر کرتے ہوئے محمد علی جناح نے میمن چیمبرز آف کامرس کے سپاسنامے کے جواب میں کہا تھا:

''مجھے شروع شروع میں گجراتی پڑھائی گئی اس کے بعد انگریزی۔ پھر انگلستان بھیج کر انگریزی زبان کی انتہائی تعلیم دلوائی گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میری رگ رگ میں انگریزیت سما گئی۔ میں اپنی کمزوری کا احساس کرتا ہوں اور اس سے عہدہ برآ ہونا چاہتا ہوں۔ میں اپنے پر قیاس کرتا ہوں کہ قوم کی تمدنی، معاشرتی اور مذہبی اصلاح و تعمیر پر زبان کا گہرا اثر مرتب ہوتا ہے اسی لئے میں مسلمانوں کی مادری زبان اردو کو جاری رکھنے کے حق میں ہوں لیکن کانگریس نے ہماری ایک نہیں سنی''۔

ذرا رک کر غور کیجئے کہ قائداعظم کس طرح اپنا تجزیہ کرتے اور کمزوریوں کو رفع کرنے کی کوشش کرتے تھے اور وہ ایک قومی زبان کے حق میں کیوں تھے؟ اسی پس منظر میں قائداعظم نے مارچ 1948ء میں اردو کی بحیثیت قومی زبان حمایت کی تھی اور بنگالیوں سے کہا تھا کہ وہ اپنے صوبے مشرقی پاکستان میں بنگالی کو سرکاری اور صوبائی زبان کا درجہ دیں لیکن قومی رابطے کے لئے زبان صرف اردو ہوگی۔ میمن چیمبرز آف کامرس کی اسی تقریر میں آگے چل کر قائداعظم نے جو کچھ کہا اس سے سیکولر حضرات کو صدمہ ہوگا لیکن ذرا غور کیجئے کہ وہ جون 1938ء میں کیا کہہ رہے ہیں اور ان کے باطن سے کیا الفاظ نکل رہے ہیں:

''مسلمانوں کے لئے پروگرام تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے ان کے پاس تو تیرہ سو برس سے ایک مکمل پروگرام موجود ہے اور وہ ہے قرآن پاک۔ قرآن پاک ہی میں ہماری اقتصادی، تمدنی و معاشرتی اصلاح و ترقی کے علاوہ سیاسی پروگرام بھی موجود ہے۔ میرا اسی قانون الٰہیہ پر ایمان ہے اور جو میں آزادی کا طالب ہوں وہ اسی کلام الٰہی کی تعمیل ہے۔ قرآن پاک ہمیں تین چیزوں کی ہدایت کرتا ہے: آزادی، مساوات اور اخوت۔ بحیثیت ایک مسلمان کے میں بھی ان ہی تین چیزوں کے حصول کا متمنی ہوں۔ تعلیم قرآنی ہی میں ہماری نجات ہے اور اسی کے ذریعے ہم ترقی کے تمام مدارج طے کر سکتے ہیں۔''

(روزنامہ انقلاب، 12 جون 1938ء بحوالہ گفتار قائداعظم مصنف احمد سعید صفحہ 215-213)

یہ الفاظ قائداعظم کے قرآن حکیم پر گہرے تدبر اور سچے ایمان کی غمازی کرتے ہیں اور یہ تقریر کسی جلسہ عام کی نہیں بلکہ مخصوص اجتماع میں کی گئی تھی۔ ذہن میں رہے کہ ابھی مسلم لیگ قرار داد پاکستان سے کوسوں دور تھی اور ابھی قائداعظم کی ملاقات حکیم الامت مولانا اشرف تھانوی کے تبلیغی وفد سے نہیں ہوئی تھی۔ اس وفد سے قائداعظم کی پہلی ملاقات دسمبر 1938ء میں ہوئی جس کا احوال اگلے کالم میں بیان کروں گا۔ انشاء اللہ۔

(آخری قسط)

میں نے کل کے کالم میں لکھا تھا کہ قائداعظمؒ نے الگ وطن کا مطالبہ اس بنیاد پر کیا تھا کہ مسلمان ہر لحاظ سے ایک علیحدہ قوم ہیں اور ان کا مذہب، کلچر، تاریخ و معاشرت اور انداز و فکر ہندوؤں سے بالکل مختلف ہے۔ ان کی ۱۹۳۴ء سے لیکر ۱۹۴۸ء تک کی تقاریر پڑھی جائیں تو ان پر قرآنی تعلیمات کا گہرا اثر نظر آتا ہے۔ پاکستانیوں کو تو نہ قائداعظمؒ کی مستند اور معیاری سوانح عمری لکھنے کی توفیق ہوئی ہے اور نہ ہی ان کی سیاسی فکر کا تجزیہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے لیکن ایک برطانوی شہری محترمہ سلینہ نے "سیکولر جناح اینڈ پاکستان" نامی کتاب لکھ کر یہ حق ادا کردیا ہے۔ اس کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں سلینہ نے قرآنی آیات کے حوالے دے کر تحقیق اور عرق ریزی کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ جناح کے اکثر تصورات اور افکار قرآن حکیم سے ماخوذ تھے اور یہ کہ کاؤس جی سے لیکر پروفیسر پرویز ہوڈ بھائی تک جتنے لکھاریوں نے انہیں سیکولر قرار دیا ہے وہ بد دیانتی کے مرتکب ہوئے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنی تحریروں کی بنیاد جسٹس منیر کی کتاب میں دی گئی قائداعظم کی جس تقریر پر رکھی ہے وہ الفاظ قائداعظم کے نہیں بلکہ جسٹس منیر کے اپنے ہیں اور ان کی "انگریزی" بھی غلط ہے جو قائداعظمؒ کی نہیں ہوسکتی۔ وزیر آباد کے محمد طوسی بنیادی طور پر مدرس تھے انہوں نے انگریزی اخبارات میں پاکستان کے حق میں اتنے مدلل اور زوردار مضامین لکھے کہ قائداعظمؒ نے متاثر ہوکر انہیں بمبئی بلالیا اور چھ ماہ اپنے پاس رکھ کر ان سے

''پاکستان اینڈ مسلم انڈیا'' اور ''نیشنلزم کنفلیکٹ انڈیا'' جیسی معرکۃ الآراء کتابیں انگریزی زبان میں لکھوائیں۔طوسی صاحب نے اپنے چھ ماہ کے قیام کی یادداشتوں میں لکھا ہے کہ قائداعظم ہر روز صبح علامہ یوسف علی کے قرآن حکیم کے انگریزی ترجمے کا مطالعہ کیا کرتے تھے اور سید امیر علی کی کتاب ''سپرٹ آف اسلام'' پڑھا کرتے تھے۔انہوں نے شبلی نعمانی کی کتاب ''الفاروق'' کے انگریزی ترجمے کو بغور پڑھ رکھا تھا، یہ ترجمہ مولانا ظفر علی خان نے کیا تھا۔ان کی لائبریری میں سیرت نبوی، اسلامی تاریخ،اور قرآن حکیم کے تراجم پر بہت سی کتابیں موجود تھیں جو ان کے زیر مطالعہ رہتی تھیں۔

میں ذکر کر چکا ہوں کہ جب حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نے محسوس کیا کہ انگریزوں کی رخصتی کے بعد اقتدار مغربی تعلیم یافتہ لیڈران کو ملے گا تو انہوں نے ان کی مذہبی تربیت کا پروگرام بنایا اور اس ضمن میں قائداعظم محمد علی جناح سے ملاقات کیلئے ایک وفد ترتیب دیا جس کے سربراہ مولانا مرتضی حسن تھے اور اس وفد میں مولانا شبیر علی تھانوی، مولانا عبدالجبار، مولانا عبدالغنی، مولانا معظم حسنین اور مولانا ظفر احمد عثمانی شامل تھے۔مولانا شبیر احمد عثمانی اور مولانا ظفر احمد عثمانی سگے بھائی اور مولانا اشرف علی تھانوی کے بھانجے تھے جبکہ مولانا شبیر علی تھانوی مولانا اشرف علی تھانوی کے بھتیجے تھے۔دسمبر ۱۹۳۸ء میں مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس پٹنہ میں ہونا تھا۔مولانا شبیر احمد عثمانی والدہ کی علالت کے سبب جانہ سکے چنانچہ دوسرے حضرات وفد کی صورت میں پٹنہ پہنچے،نواب اسمٰعیل خان کے ذریعہ سے قائد اعظم سے رابطہ ہو چکا تھا۔پٹنہ میں نواب زادہ لیاقت علی خان کے ذریعے قائداعظم سے پٹنہ جلسہ عام سے پہلے کا وقت مانگا گیا کیونکہ علماء قائداعظمؒ سے ملے بغیر مسلم لیگ کے اجلاس میں شامل نہیں ہونا چاہتے تھے۔۲۵ دسمبر ۱۹۳۸ء کو شام پانچ بجے یہ وفد قائداعظمؒ سے ملا۔ ملاقات ایک گھنٹہ جاری رہی جس کی تفصیل مولانا شبیر علی تھانوی کی ''روئیداد'' میں موجود ہے اور اس کا ذکر منشی عبدالرحمٰن کی کتاب کے صفحات ۶۱۔۶۲ میں بھی ملتا ہے۔وفد کے تاثرات ان الفاظ میں جھلکتے ہیں:

''ہم ان کے (قائداعظمؒ) کے جوابات سے متاثر ہوئے۔ان کے کسی

دینی عمل کی کوتاہی سے متعلق عرض کیا گیا تو بغیر تاویل و حجت اپنی کوتاہی کو تسلیم کیا اور آئیندہ اصلاح کا بھی وعدہ کیا یہ صرف حضرت تھانوی کا روحانی فیض کام کر رہا تھا ورنہ جناح صاحب کسی بڑے سے بڑے کا اثر بھی قبول نہ کرتے تھے"۔

تفصیل اس ملاقات کی دلچسپ اور فکر انگیز ہے جس میں قائداعظمؒ نے کہا:

''میں گناہگار ہوں۔۔وعدہ کرتا ہوں، آئیندہ نماز پڑھا کروں گا''۔

(بحوالہ منشی عبدالرحمٰن: ص ۲۶)

چنانچہ اس وفد نے پٹنہ میں مسلم لیگ کے سالانہ جلسے میں شرکت کی جہاں مولانا اشرف علی تھانوی کا تاریخی بیان پڑھا گیا۔اس کے ذریعہ ارباب وارکان مسلم لیگ کو اسلامی شعائر کی پابندی کی تلقین کی گئی تھی ۔دوسری ملاقات ۱۲ فروری ۱۹۳۹ء کو دہلی میں شام سات بجے ہوئی، اڑھائی گھنٹے کی اس ملاقات کے بعد قائداعظمؒ نے کہا کہ:

''میری سمجھ میں آ گیا ہے کہ اسلام میں سیاست سے مذہب الگ نہیں بلکہ مذہب کے تابع ہے''۔

(بحوالہ روئیداد از مولانا شبیر علی تھانوی: ص نمبر ۷)

اس ملاقات میں مولانا شبیر علی تھانوی کے ساتھ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب بھی تھے جن کا ذکر قیام پاکستان کے بعد آئین سازی اور علماء کے اتفاق رائے کے حوالے سے ملتا ہے۔مختصر یہ کہ مولانا اشرف علی تھانوی کے نمائندے مئی ۱۹۴۷ء تک قائداعظم سے ملتے رہے اور ان کی دینی تربیت کرتے رہے جس کے نتیجے کے طور پر قائداعظم کا مولانا تھانوی کے گھرانے سے ایک پائیدار تعلق قائم ہو گیا۔مولانا ظفر احمد عثمانی اپنی روئیداد میں لکھتے ہیں:

''ایک مجلس میں کہا گیا کہ علماء کانگریس میں زیادہ ہیں مسلم لیگ میں کم۔
قائداعظم نے فرمایا تم کن کو علماء کہتے ہو جوابا مولانا حسین احمد مدنی، مفتی کفایت اللہ، مولانا ابوالکلام آزاد کا نام لیا گیا۔قائداعظم نے جواب دیا

"مسلم لیگ کے ساتھ ایک بہت بڑا عالم ہے جس کا علم و تقدس و تقوی
سب سے بھاری ہے اور وہ ہیں مولانا اشرف علی تھانوی جو چھوٹے سے
قصبے میں رہتے ہیں مسلم لیگ کو ان کی حمایت کافی ہے"۔

یہی وہ پس منظر تھا جس میں قیام پاکستان کے وقت جب ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کے پرچم کی پہلی رسم کشائی ہوئی تو قائداعظم خاص طور پر مولانا شبیر احمد عثمانی کو ساتھ لے کر گئے۔ مولانا شبیر احمد عثمانی نے تلاوت اور دعا کی اور پھر پاکستان کا جھنڈا لہرایا جسے پاکستانی فوج نے سلامی دی۔ یہ رسم کراچی میں پاکستان کے وفاقی دارالحکومت میں ادا کی گئی جبکہ مشرقی پاکستان کے صوبائی دارالحکومت ڈھاکہ میں مولانا شبیر احمد عثمانی کے بھائی اور مولانا اشرف علی تھانوی کے بھانجے مولانا ظفر احمد عثمانی نے پاکستان کا پرچم لہرایا۔

اس تحریر کا مقصد نوجوان نسل کو تحریک پاکستان کے ایک پہلو سے روشناس کرانا تھا جسے عام طور پر قابل ذکر نہیں کہا جاتا، اللہ بہتر جانتا ہے کہ میں اس مقصد میں کامیاب ہوا یا نہیں۔

نوٹ: پی ٹی وی پر کئی برسوں سے رفیق غوری ایک فکر انگیز پروگرام کر رہے ہیں جس کا عنوان ہے "جب پاکستان بن رہا تھا" اس پروگرام میں تحریک پاکستان کے کارکنوں کا انٹرویو کیا جاتا ہے اس لحاظ سے اس پروگرام کو ایک دستاویزی حیثیت حاصل ہے اور اس کے ذریعہ تحریک پاکستان کا شعور پھیلایا جا رہا ہے جو بڑی قومی خدمت ہے میری گزارش ہے کہ ایسے پروگراموں کی راہ میں روڑے نہ اٹکائے جائیں بلکہ ان کی حوصلہ افزائی کی جائے تا کہ نوجوان نسل کو تحریک پاکستان کے محرکات کا ادراک حاصل ہو۔

(بشکریہ: روزنامہ جنگ کراچی: ۱۹، ۲۱، ۲۲ فروری ۲۰۱۲)

تحریک پاکستان میں علمائے اہلسنت کا کردار

مجاہد اہلسنت سفیان معاویہ

ہندوستان میں جب سے انگریز آیا تو علماء اسلام واکابرین دیوبند نے انگریز کو دشمن اسلام اور دشمن مسلمان سمجھتے ہوئے اس کے خلاف کام کرنا اپنا ایمان سمجھا۔ ہندوستان میں انگریز کے ناپاک قدم لگتے ہی ہر طرف ظلم ہی ظلم ہونے لگے اور اسلام کے خلاف خطرناک سازشیں بڑھنے لگی۔ انگریز کے خلاف ہندوستان میں بہت سی تحریکیں علماء اسلام و اکابرین دیوبند نے چلائی، مثلاً:

(۱) تحریک بالاکوٹ انگریز اور سکھ مظالم کے خلاف چلائی گئی۔ اس تحریک کی قیادت پیر طریقت سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ نے کی۔

(۲) ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی کی تحریک چلی۔ شاملی کے میدان میں انگریز کے خلاف جہاد کی قیادت کرنیوالے حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور حافظ ضامن شہیدؒ تھے۔

(۳) تحریک خلافت انگریز کے مظالم کے خلاف چلی۔ قیادت کرنے والے شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ، حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ، حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنیؒ جیسے کئی اور بڑے اکابرین دیوبند نے کی۔

(۴) انگریز کے مظالم کے خلاف احتجاجی طور پر تحریک ترک موالات چلائی گئی۔ اس تحریک کی قیادت کرنے والے حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ جیسے بیدار مغز لیڈر تھے۔ سید حسین مدنی جیسے عظیم اکابرین دیوبند نے بھی اس تحریک کی قیادت کی۔

(۵) تحریک ہجرت انگریز کے خلاف احتجاجی طور پر چلائی گئی جس سے انگریز کی پریشانی حد سے زیادہ بڑھ گئی۔ اس تحریک کی بھی قیادت حضرت مولانا ابوالکلام

آزادؒ نے کی۔

(۶) تحریک ریشمی رومال انگریز کے خلاف ایک منظم حکمت عملی کے ساتھ چلائی گئی۔ اس تحریک کی قیادت کرنے والے شیخ الہند حضرت محمود الحسن دیوبندیؒ جیسی عظیم ہستی تھی۔

(۷) تحریک پاکستان انگریز کے خلاف چلی۔ قیادت کرنے والے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور مولانا ظفر احمد عثمانیؒ جیسے کثیر تعداد میں اکابرین دیوبند تھے۔

غرض جتنی تحریکیں انگریز کے خلاف چلائی گئی ان تحریکوں میں اکابرین اہلسنت دیوبند نے شمولیت کی جبکہ جتنی تحریکیں انگریز کے خلاف چلائی گئیں بریلوی علماء نے انکی مخالفت کی اور تحریکوں میں شامل ہونے والوں اور قیادت کرنے والوں کے خلاف کفر وارتداد کے فتوے لگائے اور ان کو گستاخ رسول ﷺ کہا گیا (معاذ اللہ)۔ اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انگریز کا دشمن کون رہا اور انگریز کے ہاتھ کون مضبوط کرتا رہا۔

علمائے اہلسنت دیوبند نے انگریز کے خلاف کام کیا مگر محاذ الگ الگ بنا کر کیا جس سے انگریز کی کمر مزید ٹوٹتی گئی۔ کسی نے مجلس احرار میں شامل ہو کر انگریز کے خلاف بھرپور کام کیا تو کسی نے کانگریس میں رہ کر انگریز کے خلاف جہاد کیا تو کسی نے مسلم لیگ میں شامل ہو کر انگریز کے خلاف نعرہ بلند کیا یعنی اکابرین دیوبند انگریز دشمن تو تھے مگر انگریز کے خلاف کام کرنے کے طریقے الگ الگ اپنا رکھے تھے۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں شہادتوں کے بعد علمائے اہلسنت نے ''دارالعلوم دیوبند'' کی بنیاد صرف اس لیے رکھی تھی کہ یہاں سے انگریز کے خلاف کام کرنے والے علماء تیار کیے جائیں گے اور تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ انگریز کے خلاف چلنے والی ہر تحریک کی قیادت ''دارالعلوم دیوبند'' کے فاضلین نے کی۔

اور جن کو بریلوی اپنا اکابر کہتے ہیں ان لوگوں میں سے اگر کسی نے ان تحریکوں میں شمولیت کی تو اس وجہ سے کی کہ یہ لوگ یا تو دارالعلوم دیوبند سے پڑھے تھے یا ان علمائے

دیو بند کی صحبت پائی تھی جیسے خواجہ ضیاء الدین سیالوی صاحب جو دارالعلوم دیو بند کے فاضل تھے، حضرت علامہ انور شاہ کشمیری کے مداح تھے۔ تو آیئے ذرا دارالعلوم دیو بند اور اس کے ایک فیض کے متعلق تھوڑی سی تفصیل پڑھ لیں:

(۱) پروفیسر احمد سعید ایم اے او کالج لاہور لکھتے ہیں کہ:۔

''۱۹۱۳ میں جب (جامعۃ الازھر کے شیخ) علامہ رشید رضا مصری ہندوستان تشریف لائے تو دارلعلوم دیو بند کے معائنہ کے بعد انہوں نے فرمایا کہ ''اگر میں دارلعلوم دیو بند کو نہ دیکھتا تو ہندوستان سے نہایت غمگین ہو کر جاتا۔ اس دارلعلوم نے مجھ کو بتلا دیا ہے کہ ہندوستان میں بھی علوم عربیہ اور تعلیمات مذہبی اعلیٰ پیمانے پر ہیں''۔

(حصول پاکستان ص ۳۸، مطبوعہ علم و عرفان پبلیشرز لاہور)

(۲) ۔ پروفیسر مسعود احمد بریلوی لکھتے ہیں کہ:۔

''جب ۱۲۸۳ء۔ ۱۸۸۷ء میں مولانا قاسم نانوتوی نے دیو بند میں دارلعلوم کی بنیاد رکھی تو دہلی میں بھی اسکا چرچا ہوا''۔

(تذکرہ مظہر مسعود ص ۴۸، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

(۳)۔ بریلوی مناظر مولوی غلام مہر علی صاحب لکھتے ہین کہ:۔

''اب دیو بند ایک مستقل تحریک، مکتبہ فکر بلکہ مذہبی فرقہ کی حثیت اختیار کر گیا۔ اس میں شک نہیں کہ علمی نقطہ نگاہ سے بڑے ذی علم حضرات بھی اس کی کوکھ سے پیدا ہوئے، ناموری اور شہرت اس کی بلائیں لینے لگیں طلباء کا لشکر جرار، اساتذہ کا جم غفیر، بجٹ کا ہوشربا حجم، لائبریری کی وسعتیں عمارت کا حسن و جمال، سر بہ فلک محلات کی خیرہ چشمی یقیناً اس قابل ہیں کہ کوئی بھی انصاف پسند مورخ ان سے چشم پوشی نہیں کرسکتا''۔

(دیو بندی مذہب ص ۱۴)

دارلعلوم دیو بند ایسے ہی علمی سمندر نہ تھا بلکہ غیروں کو بھی اس کا اعتراف تھا۔ جسکو بریلوی

کمپوڈر مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی صاحب لکھتے ہیں کہ،۔۔۔۔واحسرتا

اھل سنت بر قوالی و عرس دیوبندی بہر تصنیفات و دروس

خرچ سنی بر قبور و خانقاہ خرچ نجدی بر علوم و درسگاہ!

(دیوان سالک ص ۴۵ بحوالہ رسائل نعیمیہ)

(۴)۔ اور ذرا درج ذیل حوالہ کو بھی پڑھو جس کو بریلوی ارشد القادری صاحب یوں بیان کرتے ہیں کہ:۔

''سارا ملک اس غلط فہمی میں مبتلا تھا کہ دیوبند ایک بہت بڑا مدرسہ ہے جہاں علمائے دین پیدا کیے جاتے ہیں''۔

(سوانح امام احمد رضا ص ۲۳، مطبوعہ اکبر بک سیلرز لاہور)

یہ غلط فہمی نہیں بلکہ ایک روشن حقیقت تھی سارا ملک دارالعلوم دیوبند کو ایک بہت بڑا علمی مدرسہ سمجھتا تھا۔

(۵) ۔بریلوی ڈاکٹر احسن رضا اعظمی صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

''ایسے حالات میں مصلحین امت کا ایک گروہ عیسائیت کے سیلاب کو روکنے کیلئے میدان عمل میں کود پڑا اور بہت سے تعلیمی ادارے قائم کئے گئے جو فقہی مراکز کی حیثیت سے کام کرنے لگے، اھم مدارس و مراکز کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

نام	مقام	مؤسس
دارلعلوم دیوبند	دیوبند	حاجی عابد حسین
مدرسہ جامع مسجد ناخدا!	کلکتہ	مولانا ابوالکلام آزاد

(فقیہ اسلام ص ۱۰۵۔۱۰۴، مطبوعہ ادارہ تصنیفات امام احمد رضا کھارادر)

یہ ہے دارلعلوم دیوبند جس کی علمی شان و شوکت اپنے کیا دشمنوں کو بھی تسلیم ہے۔یاد رہے دارالعلوم دیوبند ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد انگریز کی مخالفت میں قائم کیا گیا تھا

۱) مسٹر سمتھ نامی انگریز اپنی کتاب

Modern Islam In India

میں صاف طور پر لکھتا ہے کہ:

''دارالعلوم دیوبند نام ہے انگریز کی مخالفت کا''

۲) دیکھئے بریلویت کے بانی علمائے حقہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:۔

''ان کی ابھی ایک آنکھ کھلی ہے مگر دوسری ابھی تک بند ہے''

(الحجتہ)

یعنی انگریزوں سے مخالفت والی تو کھلی ہے''

(دیوبندی مذہب ص ۴۳۶، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

دیکھئے مولوی احمد رضا خاں بانی بریلویت اور بریلوی مناظر غلام مہر علی چشتیاں کو بھی یہ بات تسلیم ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے پڑھے ہوئے فاضل علماء اہلسنت انگریز کے دشمن اور مخالف تھے۔

۳) مولوی غلام رسول سعیدی صاحب بریلوی لکھتے ہیں کہ:۔

''خصوصاً جب کہ انگریزوں کے خلاف ترک موالات کی تحریک میں (شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ) پیش پیش رہے ہوں''۔

(مقالات سعیدی ص ۵۲۱۔ مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

علمائے دیوبند کی انگریز مخالفت کا ذکر تحریک خلافت کے حوالے سے پروفیسر مسعود احمد بریلوی لکھتے ہیں کہ:۔

''برطانیہ اور دولتِ عثمانیہ کے مابین تصادم کی صورت میں پوری مخالفت حقیقت حال مشق آخر کے خلاف نظر آتی ہے''۔

(انوارِ رضا ص ۴۲۰)

یعنی شیخ الہندؒ کی انگریزوں سے بھرپور مخالفت خلافت عثمانیہ کے مسئلے پر بریلوی پروفیسر کو بھی تسلیم ہے۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ کی انگریز دشمنی اور ان کے

خلاف جہاد کو دیکھنا ہو تو ذرا فریق مخالف کے گھر سے اس درج ذیل پیرا گراف کو غور سے پڑھ لیں:۔

''۱۹۱۶ء میں مولانا محمود حسن نے ریشمی خط کے ذریعہ آزاد مملکت کا خاکہ پیش کیا۔ اسی مقصد کیلیے مولانا محمود حسن حجاز گئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب انگریز عربوں سے مل کر حجاز پر ترکی اقتدار کا خاتمہ کرنے کی بھرپور کوشش کر رہے تھے۔ ترکوں پر علمائے حجاز اور علمائے ہند کی طرف سے کفر کے فتوے لگائے جارہے تھے۔ مولانا محمود حسن نے حجاز میں ترکی وزیروں سے بات چیت کی مگر اسی اثنا میں شریفِ مکہ نے ترکوں کے خلاف جنگ چھیڑ دی۔ شریفِ مکہ نے ترکوں کے خلاف ایک محضر نامہ پر مولانا محمود حسن کے دستخط کرانا چاہے مگر وہ روپوش ہو گئے۔ جب باہر آئے گرفتار کر کے انگریزوں کے حوالے کئے گئے۔ ۱۹۱۷ء میں قاہرہ کے قریب ایک جیل میں نظر بند تھے۔ انگریز افسروں نے ''باغیانہ'' سرگرمیوں کے بارے میں استفسارات کئے اور ایک دستاویز دکھائی جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ مولانا محمود حسن سلطان ترکی، ایران و افغانستان کو متحد کر کے ہندوستان پر اجتماعی حملہ کر کے آزاد حکومت کے قیام کے لیے کوشش کر رہے تھے۔ بہرکیف ۱۵ نومبر ۱۹۱۷ء کو مالٹا بھیج دیے گئے جہاں انہوں نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کی۔ اسارت مالٹا کے بعد آپ ہندو مسلم اتحاد کے داعی بن گئے۔

جس طرح انقلاب ۱۸۵۷ء سے قبل مولوی سید احمد بریلوی ناکام ہوئے۔ اسی طرح انقلاب ۱۸۵۷ء کے بعد کی جانے والی یہ کوشش بھی بالآخر ناکامی و نامرادی کا شکار ہوئی۔

(انوارِ رضا ص ۱۷۱۔ ۲۷۰، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

مندرجہ بالا پیرا گراف سے چند باتوں کا پتہ چلتا ہے کہ:۔

۱) حضرت شیخ الہندؒ نے انگریزوں کے خلاف ایک ریشمی رومال نامی

تحریک چلائی جسکی وجہ سے انہوں نے مالٹا جیسی سخت قید اور صعوبت برداشت کی۔

۲) ترکوں کے خلاف ایک محضر نامہ پر دستخط کرنے سے انکار کر کے روپوش ہو گئے۔

۳) بریلوی علامہ نے تسلیم کرلیا کہ ۱۸۵۷ء کے بعد جس طرح سے انگریز کے خلاف تحریک ناکام ہوئی اسی ۱۸۵۷ء سے قبل حضرت سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کی انگریز کے خلاف تحریک بھی ناکام ہوگئی تھی۔

شیخ الہند کی انگریز سے دشمنی اور مخالفت کا اندازہ لگانا ہو تو ذرا ان کے اِن الفاظ پر غور کرلیں کہ:۔

"اگر میری صدارت سے انگریز کو تکلیف ہوئی تو اس جلسے میں ضرور شریک ہوں گا"۔

(نقشِ حیات حصہ دوم ص ۲۵۸)

آخری لمحات میں حضرت شیخ الہند کے الفاظ یہ تھے:

"مرنے کا تو کچھ افسوس نہیں ہے مگر افسوس ہے کہ میں بستر پر مر رہا ہوں تمنا تو یہ تھی کہ میں میدان جہاد میں ہوتا اور اعلاء کلمۃ الحق کے جرم میں میرے ٹکڑے کئے جاتے"۔

(نقشِ حیات حصہ دوم ص ۲۶۹)

بہر حال ہم آگے چل کر اپنے علماء کی جدوجہد کو دکھاتے ہیں پروفیسر احمد سعید ایم اے او کالج لاہور لکھتے ہیں کہ (جس میں تحریک خلافت کی بھرپور تائید کی گئی ہے):

"اسلام کا واضح اعلان ہے کہ اگر کسی مسلمان بھائی کو کوئی تکلیف پہنچے تو دوسرے بھائی کا فرض ہے کہ وہ بہ ممکن ذرائع سے اس کی مدد کرے۔ خود ترکوں نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کی تحریروں و تقریروں نے ہمیں غیرت دلائی کہ ہم اپنے وطن کی آزادی کی قدر کریں"۔

(حصولِ پاکستان ص ۱۲۸، مطبوعہ علم و عرفان پبلیشرز لاہور)

آگے لکھتے ہیں کہ:۔

''تحریک خلافت نے مسلمانوں کو تحریک پاکستان کیلئے تیار کیا۔ قائداعظم کی آواز پر پوری مسلمان قوم جس عظیم معرکے کیلئے تیار ہوئی وہ تحریک خلافت ہی کا نتیجہ تھی۔ تحریک پاکستان کے صف اول اور صف دوم کے تمام لیڈر تحریک خلافت کے لیڈر اور کارکن رہ چکے تھے۔ ان میں مولانا شوکت علی، نواب اسماعیل خان، مولانا حسرت موہانی، چودھری خلیق الزماں، عبدالرحمان صدیقی مولانا اکرم خان، سردار عبدالرب نشتر، عبداللہ ھارون، سید رؤف شاہ، مولوی اے کے فضل، فضل حق اور شبیر احمد عثمانی کے نام خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں''۔

(ایضاً ص ۱۲۹۔۱۲۸)

یاد رہے ''حصولِ پاکستان'' نامی کتاب کے حوالے حافظ نعمت علی چشتی سیالوی بریلوی نے اپنی کتاب میں جگہ جگہ دیئے ہیں، ملاحظہ ہو:

(پاک وہند کی چند اسلامی تحریکیں اور علمائے حق، مطبوعہ مکتبہ فریدیہ ساہیوال)

بریلوی حاجی محمد مرید احمد چشتی بریلوی صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

''ایمان کی حرارت والوں نے انگریز کے ظلم کے خلاف آواز بلند کردی اور خلافت کمیٹی بنا کر تحریک چلا دی'' مسلمانوں میں حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی لکھنؤ، اجمیر شریف سے حضرت مولانا معین الدین اجمیری، دیوبند اور دہلی سے جمیۃ علمائے ہند کے تمام اکابر اور مسیح الملک حکیم محمد اجمل خان دہلوی، رام پور سے مسٹر محمد شوکت علی، کلکتہ سے مولوی ابوالکلام آزاد کے نام نامی یاد ہیں''۔

(فوز المقال فی خلفاء پیر سیال جلد سوم ۲۰۲۔۲۰۱)

پتہ چلا کہ:

۱) علمائے ہند کے اکابر ایمان کی حرارت رکھتے ہیں اور مسلمان ہیں۔

۲) جمیعۃ علمائے ہند کے تمام اکابرین نے تحریک خلافت میں حصہ لیا۔
مفتی فیض احمد گولڑوی بریلوی لکھتے ہیں کہ:۔

''اس کی طرف مسلمانوں کے رجوع کا ایک اور باعث بھی ہوا اور وہ یہ تھا کہ مولانا محمود الحسن دیوبند جو بعد میں شیخ الہند کے نام سے مشہور ہوئے ان ایام میں جزیرہ مالٹا سے رہا ہو کر واپس ہندوستان تشریف لائے تھے۔ اس تحریک کے بہت بڑے حامی ہو چکے تھے ان کی معیت بلکہ ان کے اتباع میں تمام دیوبندی علماء بہ استثنے جناب مولوی اشرف علی تھانوی اس تحریک میں شامل ہو چکے تھے''۔

(مہر منیر ص ۲۷۲)

یعنی تحریک خلافت میں تمام دیوبندی علماء شامل تھے۔ ان درج بالا حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ تحریک پاکستان یہ دراصل تحریک خلافت کے قائدین، جن میں جمیعۃ علمائے ہند کے اکابرین شامل تھے، کا فیض ہے۔ اور ذرا فریق مخالف کے درج ذیل حوالہ جات سے بھی اندازہ لگائیں کہ تحریک پاکستان میں علمائے اہلسنت دیوبند کا کیا کردار رہا:

۱) بریلوی پیر اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی مارھری صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

''اور جب لیگی فخر سے کہتے ہیں کہ کیا حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ لیگ کے حامی نہیں ہیں اور تو اور اکثر علمائے دیوبند لیگ میں موجود ہیں''۔

(مسلم لیگ کی زریں بخیہ دری ص ٦)

''لیگی جلسے میں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی زندہ باد کے نعرے لگائے جاتے ہیں''۔

(ایضاً ص ٦)

''لیگی تحریکات کے سلسلے میں تھانوی کو شیخ الاسلام تھانہ بھون حکیم الامت کی حیثیت سے نمایاں کیا تھانوی کے نمائندگان لیگ کے جلسوں میں خاص احترام سے پہنچائے، تھانوی کے بیانات لیگ کی تائید میں اپنے

اخبار اور لیگ کے جلسوں میں خاص اہتمام سے چھاپے اور پڑھوائے"۔

(ایضاً ص ۶)

"اور جب لیگ کی خاص کمیٹی میں تھانوی کو عملاً باامتیاز خصوصی دیا جاتا ہے کہ وہ اس میں بذریعہ نمائندہ شریک ہو"۔

(ایضاً ص ۶)

"اس لیے کہ وہابیت دیوبندی لیگ میں کیا کمی ہے"

(ایضاً ص ۲۰)

اس رسالے پر "۱۵" جید بریلوی علماء کی تقاریظ موجود ہیں:

۱) بریلوی شیر بیشہ مظہر اعلیٰ حضرت مولوی ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری رضوی مجددی لکھنوی۔

۲) مولوی سید عبدالقادر قادری راندیری بریلوی۔

۳) مولوی عبدالقادر میاں قادری دہواری راجوی بریلوی۔

۴) مولوی احمد میاں سنی حنفی قادری دہوراجوی بریلوی۔

۵) مولوی ابوالظفر محب الرضا محمد محبوب علی خان قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی۔

۶) مولوی محمد الولی الحسنی الکھنوی مفتی وقاضی شہر جابدانی ہگلی بریلوی۔

۷) مولوی غلام جیلانی قادری برکاتی قاسمی بریلوی مدرسہ احسن المدارس کانپور

۸) مولوی کلیم آل مصطفےٰ قادری بریلوی۔

۹) مولوی ابوسراج عبدالحق رضوی بریلوی۔

۱۰) مولوی محمد ضیاء الدین بریلوی وطن پیلی بھیت۔

۱۱) مولوی محمد جسیم قادری بریلوی۔

۱۲) مولوی محمد امانت رسول القادری النوری بریلوی۔

۱۳) مولوی محمد امین قادری چشتی بریلوی۔

۱۴)　　مولوی عبدالمجید سنی حنفی قادری اشرفی دہلوی بریلوی۔

۱۵)　　مولوی سید چراغ دین احمد القادری برکاتی القاسمی الجیلانی بریلوی۔

☆)　　بریلوی مسلک کے مقتدر عالم مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری مسلم لیگ کے خلاف اپنے طویل فتوے میں لکھتے ہیں کہ:۔

''مرتد تھانوی کو لیگیوں کی تقریروں میں شیخ الاسلام اور حکیم الامت کہا جاتا ہے اور:

اشرف علی زندہ باد کے نعرے لگائے جاتے ہیں''

(الجوابات السنیہ ص ۳۱)

☆)　　بریلوی مسلک کے لطیف احمد چشتی صاحب سوانح اعلیٰ حضرت نامی مضمون میں لکھتے ہیں کہ:۔

''دیوبندی مسلک کے بعض علماء حصول پاکستان کی جدوجہد میں شریک ہوئے''۔

(انوارِ رضا ص ۱۹۱، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

دیکھئے! حقیقت کا اظہار کرنے میں اور تاریخ بیان کرنے میں بھی بریلوی کیسے ڈنڈی مارتے ہیں۔

☆　　بریلوی مسلک کے مقتدر مرکزی مجلس رضا لاہور عبدالحکیم اختر شاہجہاں پوری مظہری لکھتے ہیں کہ:۔

''اس امر کا ہمیں بھی اعتراف ہے کہ واقعی چند دیوبندی علماء نے مولوی شبیر احمد عثمانی کی قیادت میں تحریک پاکستان کے اندر حصہ لیا تھا''۔

(کلمہ حق ص ۱۴۳)

دیکھا! حقیقت کا اظہار کرنے میں اور تاریخ بیان کرنے میں بھی بریلوی کیسے ڈنڈی مارتے ہیں؟۔ کسی کا نام لیتے ہوئے بھی ڈرتے ہیں۔

۵)　　مولوی غلام رسول سعیدی بریلوی شیخ الحدیث لکھتے ہیں کہ:۔

"علمائے دیوبند میں سوائے مولانا ظفر احمد اور مولانا شبیر احمد عثمانی کے، جنہوں نے مسلم لیگ کے فنڈ سے تحریک قیام پاکستان کی تائید اور حمایت کی"۔

(مقالاتِ سعیدی ص ۴۶۹)

۶) بریلوی حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خاں صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"بریلی میں جو پارلیمنٹری بورڈ (مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ) کا جلسہ ہوا اس میں چوٹی کے وہابیہ دیوبندیہ ہی بھرے ہوئے تھے"۔

(فتاویٰ حامدیہ ص ۴۴۷، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

۷) مولوی سید صابر حسین شاہ بخاری بریلوی نے اپنی کتاب "قائداعظم کا مسلک" میں اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ:

"حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ، علامہ شبیر احمد عثمانی اور مفتی محمد شفیع کراچویؒ، نے تحریک پاکستان میں حصہ لیا"۔

(قائداعظم کا مسلک ص ۳۹۸، مطبوعہ الغزالی اسلامک سینٹر، دینہ جہلم)

۸) بریلوی مظہر اعلیٰ حضرت مولوی حشمت علی خان لکھنوی لکھتے ہیں کہ:

"اسی تھانوی کو لیگیوں کی تقریروں تحریروں میں شیخ الاسلام تھانہ بھون کہا جاتا ہے"۔

(احکام نوریہ شرعیہ بر مسلم لیگ ص ۲۱)

"حکیم الامت لکھا جاتا ہے"۔ (ایضاً ص ۲۱)

"لیگ کے جلسے میں تھانوی کا پیغام خاص احترام واہتمام سے لیا اور سنا جاتا ہے"۔

(ایضاً ص ۲۱)

"اسی تھانوی کے مرید مظہر الدین شیرکوٹی کو شہید ملت کا خطاب دیا گیا"۔

(ایضاً ۲۱)

"لیگ کے جلسے میں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی زندہ باد کے نعرے

لگائے جاتے ہیں"۔

(ایضاً ص ۲۱)

۹) بریلوی مولوی حکیم آل مصطفےٰ قادری برکاتی قاسمی مارہروی لکھتے ہیں کہ "البتہ یہ ضرور ہے کہ مسلم لیگ میں بکثرت وہ بھی شامل ہیں جنکے کفر و ارتداد یا بد مذہبی و گمراہی کا یقیناً وقطعاً عزم شرعی ہے اور وہ مسلم لیگ کے روح رواں اور اس کے سرپرست اور سرمایہ ناز ہیں مثلاً وہابیہ دیوبندیہ جنکے اکابر پر علمائے عرب وعجم کا فتوائے کفر وارتداد ہے"۔

(احکام نوریہ شرعیہ بر مسلم لیگ ص ۳۹)

"قائداعظم کا مسلک" نامی معتبر کتاب میں بریلوی صابر حسین نے "شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب قادری برکاتی مارہروی" کو معتبر پیر مان کر اس کی ایک کتاب کا اشتہار دیا ہے" (قائداعظم کا مسلک ص ۳۹۹)

بریلوی حضرات ان کو "تاج العلماء" کے لقب سے بھی یاد کرتے ہیں۔

اور بریلوی حضرات حشمت علی خان کی کتاب "الصوارم الہندیہ" کا بہت پرچار کرتے ہیں۔ اور اس کو امام المناظرین، شیر بیشہ اہل سنت مظہر اعلیٰ حضرت کے القاب سے یاد کر کے احمد رضا کا سچا وارث ثابت کرتے ہیں۔ جیسا کہ بریلوی رسالہ کلمہ حق شمارہ نمبر ۳ میں یوں لکھا ہے کہ:

"فاتح دیوبندیت" امام المناظرین، شیر بشیہ اہل سنت مولانا حشمت علی خان رضی اللہ عنہ"

(کلمہ حق شمارہ نمبر ۳ ص ۳۹۔۴۰۔ مطبوعہ لاہور)

درج بالا بریلوی حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ:

معتبر بریلوی علماء کرام نے تسلیم کیا ہے کہ:

(i) مسلم لیگ میں دیوبندی علماء کی کثرت تھی۔

(ii) مسلم لیگ کے روح رواں، سرپرست اور سرمایہ ناز علمائے دیوبند تھے۔

(iii) مسلم لیگ کے بورڈ میں دیوبندی علماء بھرے ہوئے تھے۔

(iv) مسلم لیگ کے جلسوں میں مولانا اشرف علی زندہ باد کے نعرے لگائے جاتے تھے

(v) حضرت تھانوی کو مسلم لیگ کی تقریروں اور تحریروں میں "شیخ الاسلام" کہا جاتا تھا

(vi) حضرت تھانویؒ کا پیغام مسلم لیگ کے جلسے میں بڑے احترام سے لیا جاتا اور سنایا جاتا تھا۔

(vii) حضرت تھانویؒ کے ایک مرید کو مسلم لیگ نے شہید ملت کا خطاب دیا۔

(viii) حضرت تھانویؒ کو مسلم لیگ کے جلسوں میں "حکیم الامت" کہا جاتا تھا۔

(ix) لیگ کے اخبارات میں حضرت تھانویؒ کے بیانات خصوصی اہتمام سے چھاپے اور پڑھوائے جاتے تھے۔

(x) حضرت تھانویؒ کے نمائندگان احترام سے لیگ کے جلسوں میں پہنچائے جاتے تھے۔

(xi) حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی، حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی، حضرت مفتی شفیع دیوبندی رحمھم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے علمائے دیوبند نے تحریک پاکستان میں حصہ لیا۔

صرف یہی نہیں بلکہ قائداعظم محمد علی جناح صاحب حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ:

> "مسلم لیگ کے ساتھ ایک بہت بڑا عالم ہے جس کا علم وتقدس اگر ایک پلڑے میں رکھا جائے اور دوسرے میں تمام علماء کا علم وتقدس وتقوی رکھا جائے تو جس کا پلڑا بھاری ہوگا اور وہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سرپرست دارالعلوم دیوبند ہیں۔"

(تحریک پاکستان ص ۱۴۰)

اور یہ بات بھی کسی مسلمان سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ قائداعظم محمد علی جناح صاحب نے علمائے اہل سنت دیوبند کی تحریک پاکستان کے لئے شدید جدوجہد کو دیکھ کر ہی:

(i) شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ سے مغربی پاکستان میں جھنڈا لہرایا۔

(ii) شیخ الاسلام حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ سے مشرقی پاکستان میں جھنڈا لہروایا۔

(تحریک پاکستان، آٹھویں کے اردو کا سلیبس)

اور سرحد اور سلہٹ کے ریفرنڈم میں شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الاسلام حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی کوششوں سے خوش ہو کر ہی قائداعظم اور لیاقت علی خان نے دونوں علمائے اہلسنت کو مبارک باد دی۔

حضرت شیخ الاسلام حضرت علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ مخلصانہ کوششیں تھیں کہ سرحد اور سلہٹ کے ریفرنڈم میں جمعیت علمائے ہند اور مسلم لیگ کے جھنڈے ساتھ ساتھ تھے اور لوگ نعرے لگا رہے تھے۔

''جمعیت علمائے ہند، مسلم لیگ بھائی بھائی''

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک پاکستان اور مسلمانوں کیلئے ان مخلصانہ کوششوں اور ان کے تقوی کو دیکھ کر ہی قائداعظم نے وصیت کی تھی کہ

''میرا جنازہ شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ پڑھائے''

جیسا کہ شاہ احمد نورانی صاحب بریلوی اپنے انٹرویو میں کہتے ہیں کہ:

''قائداعظم کی نماز جنازہ سنی عالم دین نے پڑھائی''۔

(افکار نورانی ص ۲۰۹، مطبوعہ مکتبہ اہل سنت لاہور)

جیسا کہ حامد میر بریلوی رضاخانی ایڈیٹر روزنامہ ''اوصاف'' اسلام آباد لکھتے ہیں کہ:

''بانی پاکستان (خود قائداعظم کی وصیت کے مطابق) کی نماز جنازہ ایک حنفی عالم دین، مولانا شبیر احمد عثمانی (حنفی) نے پڑھائی تھی''۔

(قائداعظم کا مسلک ص ٦٩)

جیسا کہ پروفیسر محمد رفیق شیخ حنفی قادری بریلوی لکھتے ہیں کہ:

''قائداعظم نے وصیت بھی فرمادی تھی کہ ان کا جنازہ علامہ شبیر احمد

عثمانی پڑھائے"۔

(قائد اعظم کا مسلک ص ۱۰۹)

آج کل کے بریلوی اور رضا خانی پروپیگنڈے کے مطابق یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ ۳ یا ۴ دیوبندی علماء تحریک پاکستان میں شامل ہوئے تھے بلکہ رضا خانی بہتان کی مذمت کرتے ہوئے یاد رکھنا چاہئے کہ:

شیخ الاسلام حضرت علامہ ظفر احمد عثمانیؒ، مفتی اعظم محمد شفیع دیوبندیؒ، ابن شیر خدا مناظر اہلسنت ناظم تعلیمات دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا مرتضی حسن چاند پوریؒ، مفتی محمد حسن امرتسریؒ، مولانا اطہر علیؒ، مولانا طاہر قاسمیؒ، مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ، مولانا شمس الحق فرید پوری، مولانا عبدالغنی پھولپوری، مولانا شاہ ولی اللہ الہ آبادی، مولانا عبدالمجید بچھراں والی، مولانا مفتی عبدالکریم کمتھلویؒ، مفتی دین محمدؒ، مولانا صدیق احمدؒ، مبلغ اسلام مولانا الیاس دہلویؒ، عالم باعمل ولی کامل حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ، شیخ الاسلام حضرت علامہ احتشام الحق تھانوی، خطیب اسلام حضرت مولانا محمد متین خطیب دیوبندؒ، شمس العلماء مولانا شمس الحق افغانیؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مولانا شبیر علی تھانویؒ، مولانا سید سلیمان ندویؒ، فاضل دیوبند مولانا حبیب الرحمان دیوبندیؒ، سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند، خانوادہ نانوتویؒ حضرت قاری طیب قاسمیؒ، حضرت مولانا احمد علی سلہٹی، رئیس التحریر حضرت مولانا مناظر احسن گیلانیؒ، مولانا جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، پیر غلام مجدد سرہندی، مولانا رسول خان ہزارویؒ، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرھم جیسی بزرگ ہستیاں اور علمائے اہلسنت دیوبند تحریک پاکستان میں شامل تھے۔

اور یہ بات بھی یاد رہے کہ

"۱۹۴۵ء کو محمد علی پارک کلکتہ میں زیر صدارت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ آل انڈیا جمعیت علماء کانفرنس کے ۲۶، ۲۷، ۲۸ اکتوبر کی تاریخوں میں تین روز تک مسلسل شاندار اجلاس ہوتے رہے، پانچ سو سے زائد علماء

مشائخ نے اس میں شرکت کی۔ اس کانفرنس میں جمعیت علمائے اسلام کی
بنیاد رکھی گئی اور مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیر صدارت قرار
دادیں پاس ہوئیں اور ایک قرارداد میں متفقہ طور پر مسلم لیگ کی حمایت
کے اعلان کے ساتھ ساتھ ووٹروں سے اپیل کی مسلم لیگ کے علاوہ کسی
دوسری جماعت کے نمائندہ کو ووٹ نہ دے"۔

(تحریک پاکستان اور علمائے دیوبند ص ۲۲۳)

یعنی پانچ سو ۵۰۰ سے زائد علمائے دیوبند تحریک پاکستان کے حامی تھے۔

جمعیت علمائے ہند کے اکابر میں سے شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا
پاکستان کے متعلق موقف یہ تھا کہ:

"جب مسجد بن جائے تو اس کی حفاظت ضروری ہے۔ بننے سے پہلے
اختلاف کی گنجائش ہے، بننے کے بعد اختلاف کی گنجائش نہیں"۔

(تحریک پاکستان اور علمائے دیوبند :ص:۲۲۷)

یہی موقف اس کتاب میں بھی ہے۔

(شیخ الاسلامؒ کے حیرانگیز واقعات ص ۱۷۳)

یہ بات بھی شاید تاریخ کے اوراق میں آپ لوگوں نے نہیں پڑھی ہوگی کہ:

"مسلم لیگ کے رہنماؤں نے جمعیۃ علمائے ہند سے بعض ایسے وعدے
کیے کہ مولانا مفتی کفایت اور مولانا حسین احمد مدنی نے باہمی اشتراک
سے یوپی کے تمام اضلاع میں الیکشن لڑا"۔

(ملخص حیات امیر شریعت ص ۲۰۸)

"حضرت مدنیؒ تے جوان دنوں مسلم لیگ کی حمایت کر رہے تھے"۔

(حیات امیر شریعت ص ۲۰۸)

حضرت مدنی ارشاد فرماتے کہ:

"پاکستان ہمارے نزدیک مسجد کی طرح مقدس زمین کا ایک مقدس ٹکڑا

ہے اور اس کی حفاظت ہر مسلمان پر لازم اور فرض ہے"۔

(تحریک پاکستان اور علمائے دیوبند ص ۱۵۷)

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ مجلس احرار کے رہنما مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کو مشورہ دیتے ہوئے تحریک پاکستان کی حمایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"اب ایک طے شدہ راستہ پر مسلمانوں کے سفر کا سوال ہے اگر ہم ہندوستان کے علاوہ مسلمانوں کے لئے بھی سوچتے رہے ہیں تو میں آپ کو اور آپ کی وساطت سے احرار کو مشورہ دوں گا کہ آپ لوگ جو پاکستان کے صوبوں میں رہ رہے ہیں لیگ میں شامل ہو جائیں تا کہ مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچ سکے اور معاملہ بغیر کسی دشوار کے حل ہو جائے"۔

(بوئے گل نالہ دل دود چراغ محفل ص ۴۲۳۔ از شورش کاشمیری)

پاکستان بننے سے پہلے آخری دنوں میں مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ خان عبدالغفار خان کو کہتے ہیں کہ:

"خان صاحب! میرا خیال ہے، حالات اس نہج پر آ گئے ہیں کہ آپ لیگ میں چلے جائیں"۔

(ایضاً ص ۴۲۳)

گاندھی مولانا آزادؒ کو کہتے ہیں کہ:

"گاندھی نے ایک ثقہ روایت کے مطابق مولانا سے کہا کہ آپ اگر یہی سوچ رہے ہیں تو آپ کا ٹھکانہ مسلم لیگ میں ہے، مولانا سوچ رہے تھے کہ پاکستان ناگزیر ہو چکا ہے، اب اگر پاکستان بنتا ہے تو جو صوبے پاکستان کو منتقل ہو رہے ہیں وہ مسلمانوں کے انتشار سے خراب نہ ہوں، ان میں کم سے کم قطع و برید ہو، پھر جن نیشنلسٹ مسلمانوں کی تحریک و تنظیم کا محور ہی پاکستان کے صوبے ہیں انہیں مسلمانوں کی خدمت گزاری کیلئے لیگ میں شامل ہو جانا چاہیے"۔

(ایضاً ص ۴۲۴)

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تقسیم ہند سے چند دن پہلے تقریروں میں ہندوستانی مسلمانوں کو اپنے آپ کو مسلح رہنے کی ترغیب دی اور ہندوؤں اور سکھوں سے لڑنے کیلئے تیار رہنے کا مشورہ دیا

''جس پر مجلس احرار کے ذمہ دار کارکن اور باعتبار مسلم لیگی اس اہم کام میں امیر شریعت رحمۃ اللہ کے معاون تھے''۔

(حیات امیر شریعت :ص ۲۹۷_۲۹۶)

مسلم لیگی نواب زادہ لیاقت علی خان نے عبوری حکومت کے مسئلہ پر احرار کی سیاست پر کہا کہ:

''مجلس احرار نے ملک کے سیاسی سمجھوتے کے بارے میں ایک صحیح قدم اٹھایا ہے''۔

(ایضاً ص ۲۹۵)

شاہ صاحب کا اختلاف بس یہی تھا جیسا کہ وہ عرض کرتے ہیں کہ:

''مسلم لیگ سے ہمارا اختلاف صرف یہ تھا کہ ملک کا نقشہ کس طرح بنے یہ نہیں کہ ملک نہ بنے بلکہ یہ کہ اس کا نقشہ کیونکر ہو' یہ کوئی بنیادی اختلاف نہیں تھا'' ۔

(ایضاً ۳۲۰)

جیسا کہ:

''ہمارے بزرگوں کا دماغ اس خیال سے خالی نہیں کہ ہندوستان میں ایک دفعہ پھر اسلامی حکومت قائم ہو جائے''۔

(حیات امیر شریعت ص: ۲۶۶)

رضا خانیوں کو چاہیے کہ چمنستان کے جھوٹے حوالے دینا بند کریں۔

حضرت بخاریؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''میری آخری رائے اب یہی ہے کہ ہر مسلمان کو پاکستان کی فلاح و بہبود

کی راہیں سوچنی چاہیے اور اس کیلئے عملی اقدام اٹھانا چاہیئے۔ مجلس احرار کو ہر نیک کام میں حکومت پاکستان کے ساتھ تعاون کرنا چاہیئے"۔

(حیات امیر شریعت ص ۳۰۹)

ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ العالی لکھتے ہیں کہ:

"دارالعلوم دیوبند کے پانچ بڑے عہدیداروں

(۱) سرپرست (۲) صدر مہتمم (۳) صدر مدرس

(۴) صدر مفتی (۵) مہتمم

میں سے چار مسلم لیگ کے ہم خیال تھے سرپرست حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، صدر مہتمم حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، صدر مفتی مولانا شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مہتمم مولانا قاری طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ ان کے علاوہ دارالعلوم دیوبند کے بہت سے علماء، مدرسین اور ارکان شوری مسلم لیگی خیال کے تھے"

(تحریک پاکستان اور علمائے دیوبند ص ۱۲۹)

تحریک پاکستان کیلئے یہ علمائے اہلسنت دیوبند کی کوششیں۔ جس میں سے ہم نے ہر عالم دین کے موقف کھول سب قارئین کے سامنے رکھ دیا ہے تاکہ وہ غور وفکر کے بعد خود فیصلہ کریں کہ علمائے اہل سنت دیوبند ہی کی کوششوں سے پاکستان کی راہیں ہموار ہوتی گئیں اور کثیر علماء اور مسلمان ان علمائے دیوبند کی وجہ سے تحریک پاکستان میں شامل ہوتے۔ ان علمائے دیوبند کی قربانیاں تو بانی پاکستان کو بھی تسلیم تھیں جیسا کہ اوپر باحوالہ گزر چکا۔

یار زندہ صحبت باقی۔

علماء اہل السنۃ والجماعۃ اقبال کی نظر میں

مناظر اسلام مفتی نجیب اللہ عمر صاحب

شاہ اسماعیل شہیدؒ۔ اقبال کی نظر میں

۱۔ مجدد الف ثانی، عالمگیر اور مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہم نے اسلامی سیرت کے احیاء کی کوشش کی۔ مگر صوفیا کی کثرت اور صدیوں کی جمع شدہ قوت نے اس گروہ احرار کو کامیاب ہونے نہ دیا۔ (اقبال کا ذہنی ارتقاء ص ۶۷ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار)

۲۔ اگر ہم حق پر ہیں تو خدا ہماری حمایت کرے گا۔ اور اگر ہم ناحق پر ہیں تو ہم فنا ہو جائیں گے ...... ہندوستان میں مجدد الف ثانی حضرت عالمگیر غازی اور شاہ اسماعیل دہلوی نے یہی کام کیا اور ہمارا مقصد صرف اسی کام کو جاری رکھنے کا ہے اور کچھ نہیں۔

(مقالات اقبال: ص:۱۷۸)

۳۔ اگر مولانا محمد اسماعیل شہید کے بعد ان کے مرتبے کا ایک مولوی بھی پیدا ہو جاتا تو آج ہندوستان کے مسلمان ایسی ذلت کی زندگی نہ گزارتے۔

(تاریخ اہل حدیث: ص:۴۲۲)

شاہ ولی اللہؒ۔ اقبال کے نزدیک

۴۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے مغربی ہند کے ملاحدہ کے رد اور اصلاح کے لئے مامور کیا تھا، اور یہ کام انہوں نے نہایت خوبی سے کیا۔

(اقبال کا ذہنی ارتقاء: ص:۷۹)

اقبالؒ۔ حضرت تھانویؒ کا مقلد

۵۔ میں مثنوی مولانا روم کے سلسلہ میں مولانا اشرف علی تھانوی کا مقلد ہوں۔

(مقالات اقبال: ص:۱۸۰)

شیخ الہندؒ۔اقبالؒ کے ہاں

۶۔ معارف میں حضرت مولانا محمود الحسن صاحب کا ایک خط شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے طرفہ کا ایک مقبول عربی شعر لکھا ہے۔کیا آپ یہ بتانے کی زحمت گوارا کر سکتے ہیں کہ یہ خط مالٹا سے کون سی تاریخ کو لکھا گیا۔

(مکتوب بنام مولانا سید سلمان ندوی از اقبال نامہ حصہ اول:ص:۹۵)

حضرت مدنیؒ کا احترام۔اور اقبالؒ

۷۔ مولانا سید حسین احمد مدنی کی حمیت دینی کے احترام میں میں ان کے کسی عقیدتمند سے پیچھے نہیں ہوں۔

(اقبال کا ذہنی ارتقاء:ص:۲۰۵)

حضرت انور شاہ کشمیریؒ کا مقام۔اقبال کے نزدیک

۸۔ اسلام کی ہر پانچ سو سالہ تاریخ مولانا سید انور شاہ کشمیر کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔

(بحوالہ بیس بڑے مسلمان:ص:۳۷۵ از مولانا عبدالرشید ارشد)

۹۔ مشہور حدیث لاتسبوا الدھر فان الدھر ھو اللہ میں ''دھر'' بمعنی TIME کا جو لفظ آیا ہے اس کے متعلق مولوی سید انور شاہ صاحب (کاشمیری) سے جو دنیائے اسلام کے جید تر محدثین وقت میں سے ہیں میری خط وکتابت ہوئی۔۔۔الخ۔۔۔

(صحیفۂ اقبال نمبر: حصہ اول:ص:۲۸۴)

سید ندویؒ۔اقبالؒ کے ہاں

۱۰۔ علوم اسلامیہ کی جوئے شیر کا فرہاد آج ہندوستان میں سوائے سید سلیمان ندوی کے کون ہے؟۔

(اقبال نامہ: حصہ اول:ص:۱۶۶)

۱۱۔ مولانا شبلی کے بعد آپ (مولانا ندوی) استاذ الکل ہیں۔ (اقبال کا ذہنی ص ۸۷)

شاہ جیؒ۔کا مرتبہ اقبالؒ کی نظر میں

۱۲۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری اسلام کی چلتی پھرتی تلوار ہیں۔

(بحوالہ ہفت روزہ چٹان لاہور سالنامہ: ۱۹۶۳: ص ۱۷)

علماء دیوبند۔اور۔اقبالؒ

۱۳۔ ارباب دیوبند ہوں یا علماء کی کوئی اور جماعت، میرے دل میں ان کے جذبۂ آزادی، ان کی انگریز دشمنی اور دین کیلئے غیرت وحمیت کی بڑی قدر ہے۔

(اقبال کے حضور: ص: ۲۹۱)

ہر معقول پسند مسلمان دیوبندی ہے۔فرمان اقبال

۱۴۔ یہی وجہ ہے کہ جب علامہ اقبالؒ سے پوچھا گیا کہ دیوبندی کیا کوئی نیا مذہب ہے؟ فرمایا نہیں۔ ہر معقول پسند دیندار کا نام دیوبندی ہے۔

(مسلک علماء دیوبند ص: ۸۷: از مولانا قاری محمد طیبؒ قاسمی صاحب)

علامہ اقبال۔۔بریلوں کی نظر میں

بارش ہوتے وقت آسمان سے بوندوں کا گرنا جس تیزی سے ہوتا ہے شاید اس سے کئی زیادہ تیزی ہمارے برصغیر کے اہل بدعت کے ہاں تکفیر کی بارش ہوتی ہے۔ بس ذرا سا اختلاف ہوا جھٹ فتویٰ جھڑ دیا۔ کوئی اصول؟ کوئی قانون؟ نہ بھائی۔ اس کی کیا ضرورت ہے۔ اصول وقانون جانیں اصولی۔؟ ان کا کیا واسطہ؟

نہ معلوم علامہ اقبال نے کونسی ایسی غلطی کی تھی جسکی سزا بریلوی حضرات نے انہیں تکفیر کی صورت میں دی۔ زیر نظر مضمون میں ہم اہل بدعت کی عبارات پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے علامہ اقبال مرحوم پر تکفیر کے گولے برسا کر اپنے دل کی بھڑاس کس طرح نکالی

ہے؟

ایک بریلوی مولوی صاحب نے لکھ دیا کہ

"فلسفی ونیچری ڈاکٹر اقبال کی زبان پر ابلیس بول رہا ہے"۔

(تجانب اہلسنت ص ۳۴۰)

فلسفی ونیچری ڈاکٹر اقبال صاحب نے اپنی فارسی و اردو نظموں میں دہریت اور الحاد کا زبردست پروپیگنڈا کیا ہے کہیں اللہ عزوجل پر اعتراضات کی بھر مار ہے کہیں علماء شریعت و آئمہ طریقت پر حملوں کی بوچھاڑ ہے کہیں سیدنا جبرئیل امین و سیدنا موسی کلیم و سیدنا عیسی علیہم الصلاۃ والسلام کی تنقیص وتوہینوں کا انبار ہے کہیں شریعت محمدیہ علی صاحبھا الصلوٰۃ واحکام مذہبیہ وعقائد اسلام پر تمسخر واستہزا وانکار ہے۔ کہیں اپنی زندیقیت و بے دینی کا فخر ومباحات کے ساتھ کھلا اقرار ہے"۔

(تجانب اہلسنت: ص: ۳۳۵)

علامہ اقبال کی تکفیر کرتے ہوئے دیدار علی صاحب نے فتوی دیا تھا کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ڈاکٹر اقبال سے ملنا جلنا ترک کر دیں ورنہ سخت گناہ گارہ ہونگے۔

(ذکر اقبال ص ۱۲۹ از عبدالمجید سالک اور نامہ زمیندار ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۵ء۔ بحوالہ مطالعہ بریلویت)

اقبال سے متعلق بریلوی نقطہ نظر آپ نے پڑھ لیا کہ اکابرین اہل بدعت نے اقبال کو کس نظر سے دیکھا۔ ماضی بعید میں اقبال سے متعلق جو نقطۂ نظر اہل بدعت کا تھا ماضی قریب میں اسے دوبارہ دہرا کر بریلوی حضرات نے یہ واضح کر دیا وہ اب تک اسی موقف پر قائم ہیں۔

احمد رضا خان کے مسلک و مذہب کے حکیم الملّۃ صاحب یعنی مفتی احمد یار بدایونی بریلوی حضرات کے ہاں بہت اونچے مقام کے حامل ہیں۔ ان کے صاحبزادہ اور جانشین مفتی اقتدار احمد گجراتی نے حال ہی میں ایک رسالہ بنام "تنقیدات اقتدار برنظریات اقبال" لکھ کر اقبال کے خلاف استعمال ہونے والی زنگ آلود تکفیری مشین نئے سرے سے مرمت

کرا کر جس انداز سے استعمال کی ہے۔اس سے اہل بدعت کے اقبال سے متعلق نئے خیالات بھی ظاہر ہو جاتے ہیں۔علامہ اقبال کے اشعار کو نقل کر کے جو تبصرہ انہوں نے کیا ہے ہم صرف وہی تبصرہ نقل کر دیتے ہیں۔

گستاخ اقبال

صاحبزادہ اقتدار صاحب لکھتے ہیں

طلب ہو خضر کو جس کی وہ جام ہے تیرا

اس مصرعہ میں حضرت خضرؑ اللہ کے نبی کی توہین کی گئی ہے خواجہ نظام الدین کا درجہ ان سے بڑا ظاہر کیا گیا ہے۔" (تنقیدات بر نظریات اقبال: ص ۱۴)

ہندو پرست اقبال

مزید لکھتے ہیں:

"اس شعر سے ہندو پرستی ظاہر ہوتی ہے"۔(ص ۱۴)

نبیوں کا گستاخ۔اقبال

ایک جگہ لکھتے ہیں

"اس میں اللہ تعالیٰ کے نبیوں کی گستاخی کی گئی ہے"۔(ص ۱۴)

انگریز نواز۔اقبال۔

یہ بھی لکھتے ہیں کہ:

"رہا یہ کہنا کہ اقبال نے ساری عمر انگریز نوازی کی تو یہ اگر چہ تاریخی اعتبار سے درست ہے جیسا کہ اقبال کی سوانحات اور تعلیم و تربیت یا شکل و لباس اور بہت سے اشعار سے ظاہر ہے"۔

(تنقیدات بر نظریات اقبال: ص ۱۶)

بارگاہ خداوندی میں سخت بے باک: اقبال

ایک جگہ یہ بھی لکھتے ہیں:

''یہ جذباتی کیفیت کا ہی نتیجہ ہے کہ بارگاہ رب تعالیٰ کے احترام کا خیال بھی نہیں رکھا جاتا چنانچہ اقبال کے شکوے کے کثیر اشعار سخت بے باکی کے علاوہ دیگر اشعار میر بڑی سخت کلامی پائی جاتی ہے''۔

(تنقیدات برنظریات اقبال: ص۲۱)

رب تعالیٰ کا گستاخ: اقبال

ایک جگہ لکھتا ہے:

شوخ و بے پرواہ کتنا خالق تقدیر بھی

اس شعر میں بھی سراسر رب تعالیٰ جل مجدہ کی گستاخی ہے کیونکہ شوخ کے معنی اردو لغت میں ہیں۔ بے حیا۔ اکڑباز۔ شراتی۔ خالق تقدیر رب کریم ہے اس کی پاک ذات کیلئے ایسے جملے استعمال کرنا بہت بے باکانہ ہیں''۔

(تنقیدات برنظریات اقبال: ص۲۲)

اقبال کی بُری زبان

یوں بھی لکھتے ہیں:

''یہ رب تعالیٰ کی گستاخی والے اشعار ہیں کوئی کس طرح نقل کرسکتا ہے شکوہ اقبال میں اس سے بھی زیادہ بری زبان استعمال کی گئی ہے''۔

(تنقیدات برنظریات اقبال: ص۲۳)

انگریز سے متاثر۔ اقبال

''ان کا پورا گھریلو معاشرہ چال ڈھال طرز لباس بود باش پوری طرح فرنکیت اوران کی انگریزیت سے متاثر نظر آتا ہے''۔

(تنقیدات برنظریات اقبال: ص۲۶)

معراج کی گستاخی۔ اور اقبال

ایک مقام پر تحریر کرتے ہیں۔

''یہ نظریہ اور سبق معراج کی گستاخی کے علاوہ آیت قرآنیہ کی تعلیم کے بھی خلاف ہے''۔(تنقیدات برنظریات اقبال:ص۲۶)

مسلمان کی تعریف اور اقبال

''اقبال نے کسی بھی مسلمان کی تعریف وثناء نہیں کی نہ معلوم اس میں کیا راز تھا''۔

(تنقیدات برنظریات اقبال:۲۸)

''قلم کی تلواریں تو مسلمانوں کے خلاف اقبال نے چلائیں''۔

(تنقیدات برنظریات اقبال:ص۳۳)

اقبال کا کلام گمراہی پھیلا رہا ہے

ایک جگہ یوں تحریر کرتے ہیں۔

''یہ اقبال کا اردو کلام ہے جو عام مشہور ہے جس کو پڑھ کر قوم گمراہ ہو رہی ہے اور غیر مسلم اسلام سے متنفر''۔

(تنقیدات برنظریات اقبال:ص۳۹)

اقبال کا کلام باطل کا اول حملہ

کچھ یوں گوہر افشانی کرتے ہیں:

''گویا کہ اقبال صاحب نے علماء وصوفیاء کے خلاف اسلام اور تعلیم اسلام کے خلاف مسلمانوں کا بھڑکانے کیلئے پورا ایک مستقل دیوان لکھ ڈالا ابھی مزید اشعار موجود ہیں۔ گویا اقبال کا سارا تفکر اور محرم رازی اس میں تھی کہ قوم کو علماء صوفیاء علم مدرسہ اور اسوۂ حسنہ سے متنفر اور دور کیا جائے اقبال کا زیادہ کلام اسی قسم کا ہے اور یہی باطل کا حملہ اول ہے''۔

(تنقیدات برنظریات اقبال:ص۴۳)

اقبال کے نزدیک ''عبادت'' شیطانی تعلیم

یہ بھی رقم فرماتے ہیں:۔

''اقبال کے نزدیک اولیاء اللہ اور مسلمانوں کا صبح اور تہجد کا ذکر و فکر اور خانقاہوں میں بیٹھ کر عبادت الٰہی کرنا شیطان کی تعلیم ہے اور ابلیس کا حکم اور وسوسہ ہے واہ واہ کیا الٹی گنگا ہے''۔(ص)

اقبال اکبر بادشاہ کے روپ میں

''جو باتیں اقبال کے کلام سے ظاہر ہو رہی ہیں بالکل وہی باتیں اکبر بادشاہ کے دین الٰہی کے عقائد میں تھیں۔ اکبر بادشاہ بھی علمائے حق اور اولیاء کا دشمن فقہ احادیث وتفسیر کا مخالف اور دنیوی علوم نجوم فلکیات وطب کا حامی بالکل اسی روپ میں اقبال ہے''۔(ص)

اقبال نبوت کی شان کا منکر

''اقبال تو نبوت کی شان کے بھی منکر ہیں''۔(تنقیدات برنظریات اقبال:ص۵۱)

حضرت عیسیٰؑ سے متعلق کفریہ الفاظ

''یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں۔ اور ان کی نبوت کو بے قوت یعنی کمزور لاغر بے رونق۔ منحوس۔ نقصان دہ اور برگ حشیش افیم کہ پتے کے کفریہ الفاظ کہے گئے۔ اسی طرح کتاب روح اسلام ص ۱۳۸ پر اقبال ایک مضمون میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بزدل عورت کہا''۔

(تنقیدات برنظریات اقبال:ص۵۲)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گستاخی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گستاخی اس طرح کی گئی ہے باقیات اقبال ص ۱۶۴ پر ہے۔

طور پر تو نے جو اے دیدۂ موسیٰ دیکھا
وہی کچھ قیس نے دیکھا پس محمل ہو کر

شان کلیمی کی کتنی عظیم بے ادبی ہے کہ کس کے برابر کھڑا کیا گیا ہے یہ تھا اقبال کے ایک سو بارہ اشعار کا مجموعہ کلام جس میں اقبال نے سب ایمانیات سے دشمنی کا اظہار کیا ہے"۔

(تنقیدات برنظریات اقبال: ص۵۲)

اسلام کا دشمن۔ اقبال

"آپ نے دیکھ لیا کہ اقبال کے دل میں اسلام کی ہر چیز کی کتنی دشمنی ہے"۔ (ص ۵۶)

نبوت کی گستاخی

"یہ وہی قلم ہے جو ابھی ابھی علماء صوفیاء کو جاہل بے نصیب کہہ چکا ہے اور نبوت کی گستاخی کر چکا ہے"۔ (تنقیدات برنظریات اقبال: ص ۵۸)

حدیث کا منکر اقبال

"اقبال سخت قسم کے منکر حدیث تھے"۔ (تنقیدات برنظریات اقبال: ص ۷۴)

"اقبال منکر حدیث تھے"۔ (تنقیدات برنظریات اقبال: ۷۵)

اقبال۔ اور نماز

"اقبال صاحب مسجد میں نماز نہ پڑھتے تھے۔ بلکہ گھر میں پڑھتے تھے۔ لیکن کتنی پڑھتے تھے تو ان کے مداحین کے مضامین سے صرف صبح شام یا تہجد کی نمازوں کا ذکر ملتا ہے۔۔۔۔ اہل قرآن بھی صرف دو فرض نمازیں ہی مانتے ہیں اور پڑھتے ہیں"۔

(تنقیدات برنظریات اقبال: ۷۵)

اقبال۔ اکثر نمازیں چھوڑ دیتے تھے

"یہ فقرہ کہ فجر کی نماز بہت کم چھوڑتے تھے بتا رہا ہے کہ باقی نمازیں اکثر چھوڑ دیتے تھے حالانکہ ترک نماز مشابہ کفر ہے اور پھر گندی میلی دھوتی بنیان میں نماز اور بدن پونچھنے والا تولیہ سر پر ڈال کر نماز پڑھ لینا شرعاً اس

طرح نماز ہی نہیں۔ نیز منہ دھونے اور نہانے سے گھبرانا بھی شرعاً گناہ کبیرہ ہے۔ ہر مومن مسلمان نمازی کو پانچ وقت وضو میں منہ دھونا پڑتا ہے۔ کیا اقبال صاحب بے وضو نماز پڑھتے تھے؟۔۔

(تنقیدات برنظریات اقبال: ص)

دوقومی نظریہ کا مخالف۔ اقبال

''ڈاکٹر اقبال قومیت کی بنیاد وطن کو سمجھتے تھے نہ کہ دین کو اور اسی کی حمایت میں یہ نظم لکھی تھی۔ سارے جہاں سے اچھا ہندوستان ہمارا''۔

(تنقیدات برنظریات اقبال: ص۸۴)

اقبال اور بارگاہ رسالت کی حاضری

''اقبال نے کبھی بھی بارگاہ رسالت میں حاضری نہ دی ہمیشہ کوئی نہ کوئی رکاوٹ پیدا ہوتی رہی۔ تبصرہ مگر لندن پیرس جرمنی۔۔۔ کے بیسوں سفر کئے مگر کوئی رکاوٹ نہ بنی بلکہ سفر انگلستان کا عشق تو اس حد تک تھا کہ ہر رکاوٹ کو توڑنے پر کمربستہ رہتے۔ مکہ مکرمہ مدینہ منورہ جانے کی خواہش ایسی کمزور تھی کہ ذرا سی رکاوٹ کا بہانہ بھی اس خواہش کو سرد کر کے رکھ دیتا اور باوجود دوستوں کے کہنے بلکہ پیش کش کرنے کے بعد بھی سفر حجاز مقدس میں ٹال مٹول کر دی جاتی۔۔۔ ایک دفعہ مسولینی نے پرزور پیش کش کی تھی کہ ہم سارا خرچ دیتے ہیں تم حج کر آؤ مگر اقبال صاحب ٹال گئے اور حج وعمرہ وزیارت بارگاہ کیلئے کبھی نہ گئے اور خود بھی غریب نہ تھے بلکہ اپنے زمانہ کے لکھ پتی رئیس تھے''۔

(تنقیدات برنظریات اقبال: ص۸۵ و ص۸۶)

اقبال کے بارے میں بریلوی حضرات کی رائے ہم نے بلا تبصرہ من وعن نقل کر دی تاکہ کسی صاحب کو یہ اعتراض نہ رہے کہ ہم نے کھینچ تان کر مضمون بگاڑنے کی کوشش کی ہے۔ میں مسلمانوں کے دل سے انصاف چاہتا ہوں۔ خدا لگتی کہنا کہ کیا اقبال کی عبارات سے کچھ

کر کے صاحبزادہ اقتدار نے جو بارگاہ خداوندی، دربار نبوت ﷺ میں گستاخی کے فتوے لگائے ہیں اور انہیں گستاخ، منکر حدیث، ہندو پرست، باطل وغیرہم ثابت کرنے کی کوشش کی ہے وہ کس حد تک صحیح ہیں؟

اگر اقبال واقعی ایسا تھا جیسا کہ صاحبزادہ صاحب نے لکھا تو سوال ہے کہ اس کو مسلمان کہنے والا مسلمان رہ سکتا ہے؟

اور اگر اقبال سے متعلق کوئی بریلوی اپنی رائے ظاہر کرنا چاہے کہ نہیں اقبال مسلمان تھا اور یہ بیان کرنے سے ہرگز نہ گھبرائے۔ کہ ایک مسلمان کو اتنا کچھ کہنے والا کس زمرے میں شمار ہوگا۔

واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم

علمائے دیوبند سے اتحاد کرنے والے بریلوی کافر ہیں

کافروں سے اتحاد کرنے والے بحکم قرآن کافر ہیں

(المحجۃ المؤتمنۃ، مندرجہ رسائل رضویہ: ج ۲: ص ۱۵۲: از احمد رضا خان)

اب یا تو بریلوی علمائے دیوبند کو مسلمان کہیں یا پھر تحریک ختم نبوت، متحدہ مجلس عمل، تحریک ناموس رسالت ﷺ میں علمائے دیوبند سے اتحاد کرنے والے بریلویوں پر کفر کے فتوے لگائیں۔

تحریک پاکستان، مسلم لیگ اور رضاخانیت

ساجد خان نقشبندی
www.RazaKhaniMazhab.com

قارئین کرام! جھوٹ، منافقت، بددیانتی یہ وہ صفات ہیں جو ہر بریلوی کو احمد رضاخان سے وراثت میں ملتی ہیں۔افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان صفات کا مظاہرہ آج کل ہر ٹی وی چینل پر ثروت اعجاز قادری اور امریکی وظیفہ خور فضل کریم رضاخانی کررہے ہیں موضوع چاہے کوئی بھی ہو بات کو گھما پھرا کر علمائے اہلسنت پر الزام تراشی ضرور کرنی ہے انہی الزام تراشیوں میں سے ایک جھوٹ یہ بھی خاص طور پر ثروت اعجاز کی طرف سے میڈیا پر بولا جارہا ہے کہ علمائے دیوبند نے پاکستان کی مخالفت کی یہ الگ بات ہے کہ انہیں اب تک اتنی ہمت تو نہ ہوئی کہ کھل کر علمائے دیوبند کا نام لے سکیں۔ہم پاکستان کے حوالے سے علمائے اہلسنت و جماعت پر اعتراض کرنے والے رضاخانیوں سے کہیں گے کہ اگر بقول ان کے علمائے دیوبند اس لئے مطعون ہیں کہ انہوں نے پاکستان کی مخالفت کی تو منافقت کا ثبوت دینے کے بجائے کھل کر میڈیا پر اپنے ان اکابر کے کرتوتوں کو بھی ذکر کریں جنہوں نے مسٹر جناح کو جہنم کا کتا کہا۔

حقیقت یہ ہے کہ احمد رضاخان سے لیکر فضل کریم تک سب ہی انگریز کی جوتیاں چاٹتے رہے ہیں یہی ان کی سیاہ تاریخ ہے جس کا اعتراف بریلوی مصنفین کو بھی ہے کہ ہندوستان کی تاریخ میں مورخین نے ہمارا کہیں ذکر نہیں کیا اور تحریک آزادی کا سارا کریڈٹ تاریخ میں وہابیوں کو دے دیا۔مگر مشہور ہے کہ اتنا جھوٹ بولو کہ سچ لگنے لگے چنانچہ یہی کچھ آج کل کے بریلوی رضاخانی کررہے ہیں۔حالانکہ خود بریلوی مسعود ملت ماہر رضویات کے بقول کہ ہماری جماعت نے:

> ''من حیث الجماعت پاکستان کی حمایت کی اور ۱۹۴۶ میں بنارس کانفرنس میں پاکستان کی حمایت میں متفقہ قرارداد منظور کی''۔

(محدث بریلوی: ص۶۴: ادارہ مسعودیہ کراچی)

حمایت تو ۱۹۴۰ میں کی مگر اس حمایت کا کوئی ثبوت دینے کے بجائے پروفیسر صاحب نے ڈائریکٹ ۱۹۴۶ میں چھلانگ لگادی پاکستان کی حمایت کیلئے اس بریلوی کانفرنس میں کیا گل کھلائے گئے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

> "حضرت قبلہ عالم (پیر جماعت علی شاہ۔از ناقل) حق گوئی میں بغایت بے باک تھے اجلاس سے قبل بلکہ بنارس پہنچنے سے پہلے کئی مخلص عقیدت مند خدمت والا میں عرض کر چکے تھے کہ اس اجلاس میں مسلم لیگ اور مطالبہ پاکستان کی حمایت میں کچھ کہنے سے اجتناب کیجئے اس لئے کہ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ آپ نے ایسا کیا تو جلسے میں سخت ہنگامہ ہوگا۔ چنانچہ شرکاء جلسہ میں سے کئی علماء نے آپ کی مخالفت میں تقریریں کیں جلسے کو درہم برہم کرنے کیلئے شور وغوغا مچا۔ جناح صاحب پر کفر کے فتوؤں کا اعلان ہوا غرض حسب توقع خوب ہنگامہ ہوا، مگر حضرت قبلہ عالم ۔۔۔۔ اپنے موقف سے ذرا نہ ہٹے۔ آخر مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی اور مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی نے آپ کی تائید کی"۔

(سیرت امیر ملت: ص۴۷۵: فریدی بک سنٹر اردو بازار کراچی)

بریلویوں کے پاس برصغیر میں تحریک آزادی کے حوالے سے واحد ریکارڈ یہی سنی کانفرنس ہے مسلم لیگ ،اور پاکستان کی حمایت میں اگر واحد کوئی سرمایہ ہے تو وہ یہی سنی کانفرنس ہے مگر آپ نے دیکھ لیا کہ یہ کانفرس پاکستان یا مسلم لیگ کی حمایت کیلئے نہیں منعقد کی گئی تھی بلکہ جس طرح اس سے پہلے روایتی کانفرنسیں ہوتی رہی یہ بھی ان میں سے ایک تھی مگر چونکہ اس اجلاس میں پیر جماعت علی شاہ کو بھی بلایا گیا تھا جو پاکستان کے حامی تھے لہٰذا انہوں نے کھل کر اس اجلاس میں اپنے جماعتی موقف کے خلاف پاکستان کی حمایت کی اور پھر وہی ہوا جو اس سے پہلے بریلوی اکابرین کرتے رہے یعنی مسلم لیگ اور مسٹر جناح پر کفر کے فتوے مگر چونکہ نعیم الدین صاحب کی شاطر نگاہیں یہ دیکھ چکی تھیں کہ ہم پاکستان کی جتنی بھی مخالفت کرلیں اس نے اب بن کر رہنا ہے لہٰذا آخر پاکستان کی حمایت کر ہی دی۔ یاد

رہے کہ طوعاو کرہا حمایت کرنے کے بعد بھی بریلوی اکابرین مطلقا لیگ کے حمایتی نہ تھے چنانچہ مولوی مبارک حسین مصباحی لکھتے ہیں کہ:

''سنی کانفرنس مطلقا لیگ کی حمایتی نہیں''۔(جام نور کا محدث اعظم نمبر: ص ۱۰۳)

اسی سنی کانفرس کے بعد بریلوی حافظ ملت مولوی عبدالعزیز کا یہ فتوی بھی ملاحظہ ہو:

''مسلم لیگ میں ساری قیادت بدعقیدہ لیڈروں کے ہاتھوں میں تھی ،مگر افسوس جب الیکشن کا زمانہ آیا تو سنی کانفرنس نے مسلم لیگ کی حمایت شروع کردی ۔حافظ ملت نے سنی کانفرنس کے ذمہ داروں کو اپنے ایک مضمون سے اس کے سیاسی اور دینی نقصان سے باخبر کیا کہ اس طرح سنی کانفرنس مسلم لیگ میں ضم ہوجائے گی اور نتیجے کے طور پر ووٹ اور بھیڑ اہل سنت کی ہوگی اور قیادت وسربراہی بدمذہبوں کی ۔حافظ ملت فرماتے تھے کہ مسلم لیگ کی قیادت میں حاصل ہونے والے پاکستان میں کبھی بھی نظام مصطفیٰ کا قیام نہیں ہوسکتا''۔

(جام نور کا محدث اعظم نمبر: ص ۱۰۲)

یاد رہے کہ یہ حافظ ملت مسلک اعلی حضرت کے مرکز منظر اسلام بریلی کے فارغ التحصیل تھے

(ماہنامہ اعلی حضرت کا منظر اسلام بریلوی نمبر: ص ۲۰۲: اپریل ۲۰۰۴)

بات چل رہی تھی بریلوی صفات کی اسی منافقانہ صفت کی ایک اور مثال ملاحظہ فرمائیں مولوی ابوالبرکات بانی حزب الاحناف نے مسٹر جناح اور مسلم لیگ کے خلاف ایک فتوی دیا اس میں کیسی زبان استعمال کی گئی ملاحظہ فرمائیں:

''لیگ کی حمایت کرنا اس میں چندے دینا اس کا ممبر بننا اس کی اشاعت و تبلیغ کرنا منافقین ومرتدین کی جماعت کو فروغ دینا اور دین اسلام کے ساتھ دشمنی کرنا ہے ۔اگر رافضی کی تعریف حلال اور جناح کو اس کا اہل سمجھ کر کرتا ہے تو وہ مرتد ہوگیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔

(الجوابات السنیہ :ص ۳۲: جماعت مرکزیہ اہلسنت مارہرہ)

مگر جب اس ابوالبرکات کے بیٹے نے اس کی سوانح مرتب کی تو غور فرمائیں کتنا بڑا جھوٹ

بولا اور کتنی منافقت سے کام لیا:

''آج کچھ لوگ صرف اپنی سیاسی وگروہی برتری کیلئے حضرت قبلہ۔۔کے متعلق یہ پروپیگنڈا کررہے ہیں اور سنا ہے کہ جماعت اسلامی کے اخبارات وجرائد جسارت وغیرہ نے اسی نوع کا تاثر دیا ہے کہ آپ نے نہ صرف مطالبہ پاکستان کے مخالف تھے بلکہ آپ نے قائداعظم محمد علی جناح پر کفر کا فتوی دیا تھا۔۔۔یہ الزام افتراء و بہتان ہے اور انصاف و دیانت اور خدا خوفی کے بالکل منافی ہے''۔

(سیدی ابوالبرکات:ص ۴۵: شعبہ تبلیغ دار العلوم حزب الاحناف لاہور)

اب اس کا فیصلہ قارئین کریں کہ خدا خوفی سے بے نیاز حقیقت بتلانے والے ہیں یا محمود احمد رضوی؟؟؟؟۔اسی منافقت کی ایک تازہ ترین مثال دیکھئے:

۱۸۵۷ کے بعد کچھ مسلمانوں کو یقین تھا کہ برطانوی کبھی ہندوستان کو ضرور چھوڑیں گے ایسے ہی لوگوں میں امام احمد رضا بھی ایک تھے ایک روز امام احمد رضا نے کچھ خاص تلامذہ اور خلفاء کو بلایا اور ان سے کہا کہ میں تم لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں جو میں اللہ کے کرم سے مستقبل میں دیکھ رہا ہوں تم لوگوں کو ہندوستان کی آزادی میں مسلم جدوجہد اور مقصد کی حمایت کرنا چاہئے اور ایک نئے مسلم ملک کے قیام کیلئے سعی کرنا چاہئے''۔

(ماہنامہ اعلی حضرت کا منظر اسلام بریلی نمبر:۲۲۷۔۲۲۸)

مضمون نگار نے کوئی حوالہ نہیں دیا اور اب یہ جھوٹ احمد رضا خان سے متعلق دیگر جھوٹے حوالوں کی طرح ماہنامہ اعلی حضرت کے حوالے سے نقل در نقل ہوتا چلا جائے گا بہر حال منظر اسلام بریلی والوں کے مطابق احمد رضا خان الگ ملک حاصل کرنے کے حمایتی تھے مگر یہی احمد رضا خان فتوی دیتے ہیں:

''کیا گورنمنٹ تنہا تمہیں حکومت دے دیگی کہ اوس میں خالص احکام اسلامی جاری کرو یہ تو ممکن نہیں نہ تنہا اون کو ملے پھر شرکت رکھو گے یا ملک بانٹ لو گے کہ ایک حصہ میں تم اسلامی احکام جاری کرو ایک میں وہ اپنے

مذہبی احکام جو تمہاری شریعت کی رو سے احکام کفر ہیں بر تقدیر ثانی ظاہر ہے کہ ہندوستان کا کوئی شہر اسلامی آبادی سے خالی نہیں تو اون لاکھوں مسلمانوں پر اپنی شریعت مطہرہ کے خلاف احکام تم نے اپنی کوشش سے جاری کرائے اور اوسکے تم ذمہ دار ہوئے اور من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون ،ھم الظالمون ،ھم الفاسقون کے تمغے پائے بر تقدیر اول کیا ہنود راضی ہو جائیں گے کہ ملک مشترک ہو اور احکام تنہا احکام اسلام ہرگز نہیں اون کے ساتھ کسی نہ کسی قانون خلاف اسلام پر راضی ہونا اور اپنی رضا و سعی سے مسلمانوں کو اوس کا پابند کرنا پڑیگا اور قرآن کریم سے وہی تین خطابوں کا تمغا ملے گا''۔

(فتاوی رضویہ:ص۴۲۰:ج۱۰:دارالعلوم امجدیہ کراچی)

غور فرمائیں احمد رضا خان تو صاف کہہ رہا ہے کہ ہندوستان پر تمہاری حکومت کسی طرح نہیں آسکتی آزادی کی ایک ہی صورت ہے کہ یا ملک بانٹ لو یا الگ ملک بنا لو یا اسی ملک میں ہندو کے ساتھ شراکت کرلو دونوں صورتوں میں چونکہ ملک کے بعض حصوں پر احکام کفر تمہاری رضا اور مدد سے جاری ہونگے اس لئے تم کافر ظالم اور فاسق ہو گئے۔منظر اسلام بریلی والوں کے بقول اگر احمد رضا خان نے الگ ملک کا نظریہ پیش کیا تھا تو خود اپنے ہی فتوے سے کافر ظالم اور فاسق ہو گیا۔اور پھر دیکھیں احمد رضا خان کس طرح اپنے برطانوی آقا کیلئے مشکلات کو آسان کر رہا ہے کہ ہندوستان کی مکمل آزادی کیلئے جدو جہد تو اس وجہ سے فضول ہے کہ وہ تو تمہیں ملنا نہیں لے دے کر الگ وطن کا مطالبہ اگر کروگے تو خود قرآن کے فتوے سے کافر ہو جاؤ گے اب ان بھاری بھرکم فتووں کے بعد احمد رضا پر ایمان لانے والا کون شخص ہوگا جو آزادی وطن کا خیال بھی دل میں لائے۔؟؟ احمد رضا خان کی اسی قسم کے فتووں پر اس کے اپنے ماننے والے بھی چیخ پڑے کہ آپ انگریز کی حمایت میں گول مول فتوے دیتے ہیں خدارا مسلمانوں کی حالت زار پر رحم کریں اور صاف صاف انگریز کے خلاف فتوی دیں (محصلہ :رسائل رضویہ:ج۲:ص:۸۷،۸۸،۸۹،۹۰: مکتبہ حامدیہ لاہور)

اور بقول نصیر الدین سیالوی کے اولاد باپ کے مذہب کو خوب جانتی ہے۔تو لیجئے احمد رضا خان

کا مذہب معلوم کرنے کیلئے اس کے بیٹے اور بریلوی مفتی اعظم ہند کا یہ فتویٰ بھی ملاحظہ فرمالیں:

"مسلم لیگ جہاں تک ہمیں معلوم ہے وہ اب چند روزے کانگریس سے جدا ہوئی ہے جب کہ کانگریس اپنے نشۂ کامیابی سے مخمور تھی اور اس نے نہایت بری طرح ان بعض افراد جنہوں نے مسلم لیگ نام رکھ لیا ہے بعض مطالبات کو ٹھکرا دیا اور ان کی ایک نہ سنی ذرا بھی التفات نہیں کیا اور گمان غالب ہے کہ جب کانگریس کا نشہ ہرن ہوگا اور وہ مسلم لیگ کے ان مطالبات کو مان لے گی تو مسلم لیگ پھر کانگریس میں منضم و مدغم ہو جائے گی آج یہ افراد جنہوں نے مسلم لیگ ایک گویا مردہ جماعت کا نام بھول بسر چکا تھا رکھ لیا ہے ان کی کہی کہہ رہے ہیں مگر جب کہ وہ ایک ایسی جماعت ہے جو غیر سنی ہی نہیں ایسے لوگوں پر مشتمل ہے جو نام اسلام ہی رکھتے ہیں تو اس کی رکنیت و شرکت کی تو شرعاً اجازت نہیں ہوسکتی"۔

(فتاوی مصطفویہ: ص۵۰۰: برکاتی پبلشرز کراچی)

مگر اس سب کے مقابلے میں تحریک پاکستان اور مسلم لیگ میں علمائے دیوبند کا کیا شاندار کردار تھا اس کی گواہی خود ایک بریلوی کی زبانی ملاحظہ فرمالیں:

"مبارک پور کے سنی اپنی مذہبی خصوصیت میں ممتاز تھے مگر لیگ کی خوش عقیدگی نے ان سے مرتد اشرف علی تھانوی کے خلیفہ ظفر احمد تھانوی کا استقبال کرایا اس کا لکچر سنوایا اس کے پیچھے نماز پڑھوائی اس کے پیر کے موزے دھلوائے غرض کہ بڑی دھوم دھام سے اس کی تعظیم و تکریم کرائی"۔

(جام نور کا محدث اعظم نمبر: ص۱۰۴)

غرض رضا خانیوں نے کس طرح پاکستان، مسلم لیگ، انگریز کے خلاف تحریکات کی مخالفت کی ان پر کیا کیا فتوے لگائے اگر تمام ریکارڈ کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب وجود میں آسکتی ہے ہم نے یہاں صفحات کی تنگی کی وجہ سے محض بریلویوں کو آئینہ دکھانے کیلئے یہ چند حوالے نقل کر دیے ہیں۔

امریکی گستاخ پادریوں کی سزا

ساجد خان نقشبندی

قارئین کرام یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ جن لوگوں نے اس ملک کے قیام کیلئے قربانیاں دیں ان کا مقصد صرف یہی تھا کہ اللہ کی اس سرزمین پر ایک ایسا خطہ حاصل کرلیا جائے جہاں وہ قرآن وسنت کے احکامات کے مطابق زندگی گزار سکیں۔ جہاں کا سپریم لاء اللہ کا قانون ہو، جہاں ہر طرف اسلامی نظام خلافت کی بہاریں ہی بہاریں ہوں۔

مگر افسوس کہ جب اس ملک کو حاصل کیا گیا تو ایک ایسا طبقہ ملک کو چلانے کے لئے اس پر مسلط کردیا گیا جو انگریز کا غلام اور نمک حلال رہا جن کے آباؤ اجداد نے مجاہدین کی جاسوسیاں کرکے مال ودولت کے ڈھیر کمائے بڑی بڑی جاگیروں کے مالک بنے کوئی چوہدری کہلایا تو کوئی خان پکارا جانے لگا۔ تو دوسری طرف ان کی اولاد نے اس ملک میں لوٹ کھسوٹ کا وہ بازار گرم کیا کہ آج ملک پوری طرح دیوالیہ ہوچکا ہے۔

چونکہ اسلامی قوانین اور نظام عدل اس بدمعاش طبقے کیلئے مرگ مفاجات ہے اس لئے یہ طبقہ ہمیشہ اپنے بیرونی آقاؤں کے اشاروں پر اس کوشش میں لگا رہا کہ اس ملک میں علماء کی کوششوں سے جو تھوڑے بہت قرآن وسنت کے مطابق قوانین بنائے گئے ہیں اسے بھی کسی طرح ختم کردیا جائے۔

حدود آرڈیننس میں ترمیم کا زخم ابھی بھرا نہیں تھا کہ ناموس رسالت قانون میں تبدیلی کی بازگشت سنائی دینے لگیں۔ کوئی بدبخت اسے کالا قانون کہہ رہا ہے تو کہیں سے یہ آواز آتی ہے کہ یہ انسانوں کا بنایا ہوا قانون ہے جس میں تبدیلی ناگزیر ہے۔

جبکہ حقیقت یہ ہے آقا دو جہاں محمد مصطفیٰ ﷺ کی ناموس کے تحفظ کا قانون انسان کا بنایا ہوا نہیں بلکہ رب تعالیٰ کا نافذ کردہ قانون ہے۔ جسکی تصریح قرآن کریم میں کردی گئی ہے چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَاباً مُّهِيْناً ۔ (الاحزاب:57) بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر دنیا وآخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر

رکھا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہے اور آخرت میں ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔ مگر دنیا میں ان لعنتیوں کی سزا کا ذکر کرتے ہوئے چند ہی آیات بعد اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

مَلْعُونِيْنَ ج اَيْنَمَا ثُقِفُوْا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِيْلاً (الاحزاب 62)

لعنت کئے گئے ہیں جہاں ملے پکڑو اور قتل کر دو برے طریقے سے قتل کرنا۔

اس آیت سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ جو لوگ اللہ کے رسول ﷺ کی شان میں گستاخی کے مرتکب ہوئے ہیں وہ ایسے پھٹکارے ہوئے لوگ ہیں کہ دین میں ان کی سزا صرف موت ہے۔

خود نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کا یہ ارشاد عالی مقام ہے کہ:

من سب نبيا فاقتلوه و سب اصحابي فاضربوه (الشفاء ص 372)

یہی وجہ ہے کہ تمام فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ گستاخ رسول کی سزا صرف موت ہے۔

قاضی القضاۃ امام ابو یوسفؒ (المتوفی ۱۸۲ھ) لکھتے ہیں کہ

ايما رجل مسلم سب رسول الله ﷺ او كذبه او عابه او تنقصه فقد كفر بالله تعالىٰ و بانت منه امراته فان تاب و الا قتل۔ (کتاب الخراج ص ۱۸۲)

جس شخص نے بھی مسلمان ہو کر جناب رسول اللہ ﷺ کو گالی دی یا آپ کی تکذیب کی یا آپ پر کوئی عیب لگایا یا آپ کی کوئی تنقیص کی تو بلاشبہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کافر ہے اور اس کی بیوی اس سے بائن اور جدا ہو گئی سو اگر وہ توبہ کرے تو فبہا ورنہ اس کو قتل کیا جائے گا۔

امام قاضی عیاض مالکیؒ لکھتے ہیں کہ

وقال محمد بن سحنون اجمع العلماء على ان شاتم النبي ﷺ المتنقص له كافر و الوعيد جار عليه بعذاب الله له و حكمه عند الامة القتل و من شك في كفره و عذابه كفر (شفاء ج ۲ ص ۱۹۰)

حضرت امام محمد بن سحنونؒ نے فرمایا کہ تمام علماء کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو سب و شتم کرنے والا اور آپ کی تنقیص کرنے والا کافر ہے اور اللہ کے عذاب کی وعید اس پر جاری ہے اور امت کے نزدیک اسکا حکم یہ ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے اور جو شخص اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

یہی وجہ ہے کہ عاشقان رسول ﷺ نے ہر دور میں ایسے گستاخوں کا سرتن سے جدا کیا ہے۔ اس وقت چونکہ معاملہ ایک عیسائی خاتون آسیہ ملعونہ کا چل رہا ہے اس لئے میں اس مناسبت سے دو واقعات کا ذکر کرونگا جس میں عورتوں کو قتل کیا گیا ہے۔

توہین رسالت ﷺ کی مرتکب عورتوں کا قتل

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک نابینا مرد کی شادی ایک کنیز سے ہوئی تھی وہ جب بھی رسول اللہ ﷺ کے متعلق بات کرتی تو بدزبانی کرتی اس کے خاوند نے منع کرنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوا ایک رات جب اس نے رسول اللہ ﷺ کے لئے بدکلامی شروع کی تو اس کے نابینا خاوند نے اسے چاقو مار کر ہلاک کر دیا۔ صبح کو جب رسول اللہ ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے لوگوں کو اپنے پاس جمع ہونے کے لئے کہا پھر آپ نے بلند آواز سے کہا۔

"خدا کی قسم جس شخص نے یہ کام کیا ہے میں اس سے درخواست کرتا ہوں، مجھے پورا اختیار ہے میں اس سے کھڑے ہو جانے کے لئے کہوں"۔

وہ شخص ٹھوکریں کھاتا ہوا خوف سے لرزاں اٹھا اور کہا یا رسول میں نے اس عورت کو قتل کیا ہے، وہ آپ کو گالیاں دیا کرتی تھی، اور سارا واقعہ گوش گزار کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

اے لوگو! گواہ رہو کہ اس کا خون بہانا لازم تھا اور اس کے لئے کوئی بدلہ اور انتقام نہیں۔

اسی طرح ایک اور واقعہ حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ

مدینہ منورہ میں ایک یہودیہ رسول اللہ ﷺ کی توہین کرتی تھی اور آپ کی عظیم شخصیت کے خلاف بدزبانی بھی کرتی تھی ایک غیرت مند مسلمان نے اس کا گلا گھونٹ کر اس کو ہلاک کر دیا۔ اس واقعہ کی تحقیق کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس کے خون بہا کو جائز قرار دیا۔

اس واقعہ کو ابوداؤد اور نسائی نے نقل کیا ہے۔

اسی طرح نام نہاد امریکی عیسائی پادریوں کو بھی نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی سوجھی ہے تو وہ بھی اپنے دین ومذہب کے مطابق اپنی سزا خود سمجھ لیں۔

بائبل میں گستاخ کی سزا

اس خاتون کے خلاف سب سے زیادہ آوازیں یورپ سے اٹھ رہی ہیں لیکن آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ خود انجیل میں بھی گستاخ کی سزا، سزائے موت مقرر کی گئی ہے ملاحظہ ہو۔

شریعت کی جو بات وہ (کاہن) تجھے سکھائیں اسے مان۔شریعت کے مطابق جو کچھ وہ تجھے سکھائیں اور جو فیصلہ وہ تجھے بتائیں اس کے مطابق تو کر اور جو بات وہ تجھے بتائیں اس سے دہنے یا بائیں نہ مڑ اور جو آدمی اس کاہن کی گستاخی کرے جو خداوند تیرے خدا کی خدمت کرنے کے لئے وہاں کھڑا ہے یا قاضی کی بات نہ سنے وہ آدمی قتل کر دیا جائے اور تو اس شرارت کو اسرائیل سے دفع کر۔تو سب لوگ سنیں گے اور ڈریں گے اور پھر گستاخی نہ کریں گے۔

(انجیل استثناء (تثنیہ) باب ۱۷، آیت ۱۱۔۱۳)

یورپ کے نام نہاد روشن خیالوں سمیت امریکی صدر اور فلم پروڈیوسر جواب دیں کہ جب ایک کاہن کی گستاخی پر سزائے موت دی جا سکتی ہے تو اس ذات کی گستاخی کی سزا موت کیوں نہیں جو انبیاء کے امام ہیں سردارِ دو عالم باعث تخلیق کائنات ہیں۔

یارب صل و سلم دائما ابدا علی حبیبک

پوپ ٹیری جونز اور اس کے حامی کس منہ سے اس قانون کے خلاف ہرزہ سرائی کر رہے ہیں جبکہ خود انجیل میں یہ احکام موجود ہیں۔ان کو شرم کرنی چاہئے وہ ہرگز عیسائی کہلانے کے اہل نہیں ہیں اس لئے کہ وہ انجیل کے اصل احکامات کو چھپا رہے ہیں بلکہ ان کے خلاف آواز اٹھا کر وہ انجیل کی توہین کے مرتکب ہوئے ہیں۔

آسیہ ملعونہ کو اگر پاکستانی قانون کے تحت سزائے موت نہیں دی جا سکتی تو خود انجیل کے فیصلے کے مطابق اس ملعونہ کو جہنم واصل کیا جائے کیونکہ انجیل کا حکم ہے کہ ایسے شریر لوگوں کو سزائے موت دے کر ان کے شر کو دفع کیا جائے تاکہ آئندہ کسی کو ایسی گستاخی کرنے کی جرات نہ ہو۔

انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی
انہی کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی

ایک عمومی اعتراض اور اس کا جواب

میڈیا پر یہ سوال بھی بار بار اٹھایا جاتا ہے کہ رحمت دو عالم ﷺ تو بہت مشفق و مہربان تھے اور اپنے اوپر ہونے والی زیادتیوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کر لیا کرتے تھے۔

دراصل اس غلط فہمی کی بنیاد اس مفروضے پر ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ کی توہین اور آپ ﷺ پر تنقید ایک انسان کی توہین کے برابر ہے یا زیادہ سے زیادہ ایک عظیم مصلح، رہنما اور مثالی ہستی

کی تنقیص ہے۔ مگر یہ بنیاد اور اساس ہی غلط ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی حیثیت صرف محمد بن عبداللہ کی نہیں بلکہ رسول اللہ کی بھی ہے۔ یعنی آپ ﷺ صرف ایک انسان نہ تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کے فرستادہ تھے اور دین اسلام کے ہر حکم ہر عمل کے لئے اتھارٹی تھے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو ایک بدبخت شان رسالت میں جب گستاخی کرتا ہے تو وہ صرف ایک انسان کی ہتک نہیں کرتا بلکہ درحقیقت:۔

☆ وہ اللہ تعالیٰ کو گالی دیتا ہے کیونکہ آپ ﷺ کو نبی اور رسول تو اسی ذات نے بنایا۔

☆ وہ دین اسلام کو گالی دیتا ہے کیونکہ اسلام تو سوائے اتباع رسول کے اور کچھ نہیں۔

☆ وہ قرآن کریم کو گالی دیتا ہے کیونکہ اس کتاب الٰہی کو لانے والے نبی کریم ﷺ ہی تھے۔

☆ وہ ایک لاکھ چوبیس ہزار (کم وبیش) انبیاء علیھم السلام کو گالی دیتا ہے کیونکہ اُن سب نے نبوت محمدی کا اقرار کیا تھا۔

☆ وہ ایک ارب سے زائد مسلمانوں کے عقیدے اور ایمان کو گالی دیتا ہے کیونکہ عشق رسول ایمان ہی کا دوسرا عنوان ہے۔

اس تفصیل کے بعد اصل بات واضح ہو جاتی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کو تو یہ اختیار تھا کہ وہ اپنی ذات کو تکالیف اور ایذاء پہنچانے والے کو معاف کر دیں لیکن یہ بھی تب جبکہ ان کا اثر اللہ کے دین تک نہ پہنچے ورنہ یہ معافی اور درگزر کا معاملہ نہیں ہوتا تھا۔

یہ فرق و تقسیم تو سرکار دو عالم ﷺ کی اپنی ذات کے اعتبار سے تھی ورنہ ایک مسلمان کیلئے تو توہین رسالت کو معاف کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا یہ تو اس کے ذمہ اللہ اور اس کے دین کا حق ہے۔ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

ان النبی ﷺ کان له ان یعفوا عمن شتمه و سبه فی حیاته و لیس لامته ان یعفوا من ذالک (الصارم المسلول، ص ۱۹۵)

نبی کریم ﷺ کو تو یہ اختیار تھا کہ وہ اپنے سامنے سب و شتم کرنے والے سے درگزر کر لیں لیکن آپ کی امت کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس جرم کو معاف کر دے۔

افسوسناک بات یہ ہے کہ توہین رسالت کے موقع پر چشم پوشی اور بزدلی دکھانے کیلئے سیرت کا حوالہ وہ لوگ دیتے ہیں جو خود اپنی ذات پر ایک لفظ برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتے اور اپنی توہین و تنقیص کا انتقام لینے کیلئے بسا اوقات ہزاروں انسانوں کی زندگیاں جھونک دیتے ہیں۔

رد بریلویت پر نئی شائع ہونے والی شاہکار کتابیں

(۱)　بریلویوں کی شیطان سے محبت

مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ شیطان ازل سے انسان کا دشمن رہا ہے اور اللہ کی بارگاہ سے راندہ درگاہ ہے مگر یہ کتاب پڑھ کر آپ کو حیرت ہوگی کہ بریلویوں کو اس لعین سے کتنی عقیدت اور محبت ہے۔

(۲)　احمد رضا خان کے باغی بریلوی

اس کتاب میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ ہر وقت مسلک رضوی کی رٹ لگانے والے کس طرح احمد رضا خان کے دین و مذہب سے بغاوت کر رہے ہیں۔

(۳)　صراط مستقیم پر اعتراضات کا جائزہ

اس کتاب میں ثابت کیا گیا ہے کہ بریلویوں کی طرف سے صراط مستقیم پر اعتراض محض جاہلانہ ہے اور صراط مستقیم کی عبارت قرآن وحدیث کے مطابق ہے۔ اپنے موضوع پر ایک لاجواب کتاب۔

(۴)　روئیداد مناظرہ کوہاٹ

کوہاٹ میں اشرف آصف جلالی کے شاگرد اعظم جلالی رضاخانی کے ساتھ مروجہ جشن عید میلاد النبی پر ہونے والے مناظرے کی مکمل روئیداد۔

(۵)　زلزلہ در زلزلہ

اس کتاب میں ارشد القادری کی بدنام زمانہ کتاب زلزلہ کے دجل وفریب کا پردہ چاک کیا گیا ہے۔

(۶)　تحریک پاکستان اور تحریک خلافت میں علمائے دیوبند کا کردار

تحریک پاکستان اور تحریک خلافت میں علمائے دیوبند نے کیا شاندار خدمات سرانجام دی تھیں اور بریلویوں نے کس طرح انگریز کی نمک حلالی کر کے ان تحریکات کو نقصان پہنچایا یہ سب پڑھنے کیلئے آج ہی اس رسالے کو منگوائیں۔

(۷)　الشہاب الثاقب　　(۸) جشن عید میلاد کے حقائق

(۹)　مروجہ محفل میلاد　　(۱۰) رسائل چاندپوری جلد اول

(۱۱)　اظہار حقیقت میں تاخیر جرم ہے　　(۱۲) تحذیر الناس ایک مطالعہ

کتابیں منگوانے کیلئے رابطہ کریں: 0312-5860955

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مولوی اشرف سیالوی بریلوی کی طرف سے لکھی جانے والی کتاب گلشن توحید و رسالت کا جواب شیر اہلسنت مولانا ابوایوب قادری کے شاہکار قلم سے نیز نور سنت کے سال بھر کے شماروں کا مجموعہ **سالنامہ نور سنت** عنقریب چھپ کر منظر عام پر آنے والے ہیں

Daily AZAD RIASAT Karachi

روزنامہ آزاد ریاست کراچی

جلد نمبر 03 پیر 24 ستمبر 2012ء بمطابق 6 ذوالقعدۃ 1433ھ شمارہ نمبر 313

توہین رسالت کے مرتکب افراد کو سزا دی جائے، مولانا ابوایوب قادری

کراچی (پ ر) انجمن محبوب اہل سنت والجماعت ادارہ نور سنت کا اہم مشاورتی اجلاس گزشتہ روز حق مرکز جامع مسجد الحبیب کراچی میں مولانا ابوایوب قادری کی زیر سرپرستی ہوا جس میں انجمن کے اہم رہنماؤں مفتی حبیب اللہ عمر، مولانا ساجد خان نقشبندی، مولانا اسد حنفی، مولانا توحید اکبر، مولانا حماد، مولانا مزمل، مولانا ساجد چشتی اور دیگر ارکان نے شرکت کی اجلاس میں توہین رسالت پر مبنی فلم کی شدید الفاظ میں مذمت کی گئی اقوام متحدہ اور او آئی سی سے مطالبہ کیا گیا کہ توہین رسالت کے مرتکب افراد کو سزا دی جائے۔

سربکف سربلند دیوبند دیوبند　　**صرف یا اللہ مدد**　　جرأت مند، غیرت مند دیوبند دیوبند

مدارس، اسکول، کالجز، یونیورسٹی کے طلباء کے لیے

پانچ روزہ تقابل ادیان کورس

اس کورس میں علمائے کرام فن مناظرہ پڑھائیں گے۔

فاتح رافضیت مولانا علی شیر رحمانی
فاتح رضا خانیت مفتی نجیب اللہ عمر
مناظر اسلام مولانا علی اکبر جلبانی

زیر سرپرستی:
مناظر اہلسنت
مولانا رب نواز حنفی صاحب دامت برکاتہم

ایک ایسا کورس جس میں توحید وسنت، تقلید کی اہمیت، عقائد باطلہ کا رد اور اہل سنت کے عقائد کا تعارف بھی ہوگا۔

۱۳/ ذی الحجہ سے ۱۷/ ذی الحجہ تک
یعنی عید کے چوتھے دن سے آٹھویں دن تک
وقت: صبح آٹھ بجے سے دوپہر ساڑھے بارہ بجے تک

باہر سے آنے والے طلباء کے لیے قیام وطعام کا انتظام ہوگا، بستر ہمراہ لائیں۔

بس روٹ
4-H, 1-D, W-21, 4-J
6, 4-L, X-10, W-11

رابطہ 0312-5860955

بمقام
جامع مسجد الحبیب
محمدی کالونی سی ون ایریا نزد تین ہٹی پل،
بالمقابل سی ون ایریا قبرستان،
لیاقت آباد نمبر ۲ کراچی

انجمن دعوۃ اہل السنۃ والجماعۃ